جلد ۳۴ | ۲۱ ماہ صلح ۱۳۲۵ ہش | ۱۷ صفر ۱۳۶۵ھ | ۲۱ جنوری ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۰ ماہ صلح۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸½ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی عام طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ لیکن گھٹنے میں کم و بیش درد رہتا ہے البتہ اس طرح اس میں کوئی زیادتی معلوم نہیں ہوتی جس طرح نقرس کے دورے میں ہو جایا کرتی ہے احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں ؛

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سر درد کمر درد اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں ؛

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت آج بفضلہ تعالیٰ کل سے نسبتاً اچھی ہے۔ کامل صحت کے لئے دعا کیجائے

جناب خان صاحب منشی برکت علی صاحب ناظر بیت المال نے دس دن کی رخصت لی ہے۔ انکی جگہ چودھری عبدالباری صاحب بی۔ اے آنرز واقف زندگی کام کرینگے ؛

آج بعد نماز عصر سید عزیز الرحمٰن صاحب مرحوم کی پوتی رقیہ بیگم صاحبہ کا رخصتانہ ہوا جسمیں حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور کچھ اور اصحاب شریک ہوئے

مجلس خدام الاحمدیہ کا آئندہ کے لئے تفصیلی پروگرام

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر

مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتویں سالانہ جلسہ پر

فرمودہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء

(۳)

اس کے بعد میں خدام کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ آئندہ سالوں میں

ہاتھ سے کام کرنے کی روح

کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ اور خدام سے ایسے کام کرائے جائیں۔ جن میں وہ ہتک محسوس کرتے ہوں۔ اور وہ کام انفرادی طور پر کرائے جائیں۔ جس وقت قادیان کے تمام خدام جمع ہوں۔ اور وہ سب ایک ہی کام کر رہے ہوں۔ تو انہیں اس وقت کسی کام میں ہتک محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کے دوسرے ساتھی بھی ان کے ساتھ اسی کام میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایک خادم اکیلا کوئی کام کر رہا ہو۔ اور اس کے ساتھی اسے دیکھیں۔ تو وہ ضرور ہتک محسوس کرے گا میرا اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ اجتماعی طور پر کوئی کام نہ ہو۔ بے شک اجتماعی طور پر بھی ہو۔ لیکن

انفرادی کام کے مواقع

بھی کثرت سے پیدا کئے جائیں۔ مثلاً کسی غریب کا آٹا اٹھا کر اس کے گھر پہونچا دیا جائے۔ یا کسی غریب کا چارہ اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا جائے۔ یا کسی غریب کی روٹیاں پکوا دی جائیں۔ جب خادم روٹیاں پکوانے جائے گا۔ تو دل میں ڈر رہا ہو گا۔ کہ مجھے کوئی دیکھ نہ لے۔ اور اگر کوئی دوست اسے رستے میں مل جائے۔ تو اسے کہے گا۔ میری اپنی نہیں فلاں غریب کی ہیں۔ اس کا یہ اظہار کرنا اس بات کی دلیل ہو گا۔ کہ وہ اس کام کو ہتک آمیز خیال کرتا ہے۔ یہ پہلا قدم ہو گا۔ اسی طرح بعض اور کام اسی نوعیت کے سوچے جا سکتے ہیں۔ ایسے کام کرانے سے ہماری غرض یہ ہے۔ کہ کسی خادم میں تکبر کا شائبہ باقی نہ رہے۔ اور اس کا

نفس مر جائے

اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر ایک کام کرنے کو تیار ہو جائے ؛

ایک اور بات جو بہت زیادہ توجہ کے قابل ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدام کی سختی کے ساتھ نگرانی کی جائے۔ کہ وہ

باجماعت نماز

ادا کرتے ہیں یا نہیں ابھی تک محلوں سے اطلاعات آتی رہتی ہیں۔ کہ بعض خادم نماز وں میں سست ہیں اور باوجود بار بار کہنے کے اپنی اصلاح نہیں کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر:۔ غلام نبی
بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

زعماء کو چاہئے کہ ان کی طرف خاص توجہ کریں۔ خدام کے عہدیداران ان کے پاس جائیں اور انہیں سمجھائیں۔ اگر اس کے باوجود وہ توجہ نہ کریں۔ تو محلہ کے پریذیڈنٹ اور دوسرے دوست انہیں سمجھائیں۔ اگر اس کے بعد بھی وہ نمازوں میں سستی کریں تو ان کے نام میرے سامنے پیش کئے جائیں۔ یہ ایک بہت ضروری حصہ ہے خدام الاحمدیہ کے پروگرام کا۔

خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں یہ بات بھی شامل ہونی چاہئے۔ کہ

خدام کی پڑھائی

کا خاص خیال رکھا جائے۔ اور اس بات کی نگرانی کی جائے۔ کہ کون کون خادم سٹڈی کے وقت گلیوں میں پھرتا ہے۔ اس بات کی نگرانی کے لئے کچھ خادم ہر روز مقرر کئے جا سکتے ہیں۔ ان کو جہاں کوئی خادم بازار میں پھرتا ہوا مل جائے۔ اسے پوچھیں کہ تمہارا سٹڈی کا وقت ہے۔ اور تم بازار میں کیوں پھر رہے ہو۔ اگر اس بات کی نگرانی کی جائے تو ایک تو طالب علموں میں آوارہ گردی کی عادت نہ رہے گی۔ اور دوسرے وہ پڑھائی میں زیادہ دلچسپی لیں گے۔ ہمارے طالب علموں کی پڑھائی کی موجودہ حالت بہت قابل افسوس ہے۔ اور

ہمارے سکول کے نتائج

اس وقت تمام سکولوں سے بدتر ہیں۔ میں نے نظارت تعلیم و تربیت کو یہ ہدایت کی۔ کہ صرف ان استادوں کو اس سال ترقیاں دی جائیں جن کے نتائج اوسط سے پانچ فیصدی زیادہ ہوں۔ اس پر ناظر صاحب تعلیم مجھے ملنے آئے اور کہا کہ آپ کے مقرر کردہ قاعدہ کے مطابق تو سارے سکول میں سے صرف ایک استاد ملتا ہے جسے ترقی مل سکتی ہے۔ میں نے کہا۔ کہ سارے پنجاب میں میٹرک کے نتیجہ کی اوسط ۷۰ فیصدی ہے۔ گورنمنٹ سکولوں کا نتیجہ تو ۹۹ فیصدی بلکہ بعض کا سو فیصدی ہے۔ لیکن آپ کہتے ہیں کہ اوسط پر پانچ فیصدی زائد کرنے سے صرف ایک استاد کو ترقی مل سکتی ہے۔ اچھا آپ ان استادوں کو ترقیاں دیدیں۔ جن کا نتیجہ اوسط کے برابر ہو۔ تو وہ کہنے لگے اس قاعدہ کے ماتحت بھی صرف دو استاد آتے ہیں۔

پھر میں نے کہا۔ کہ اچھا اوسط سے پانچ فیصدی کم پر ترقی دے دیں۔ تو وہ کہنے لگے اس قاعدہ کے ماتحت بھی صرف چار استاد آتے ہیں۔ اور اس پر میں نے انہیں کہا۔ کہ کیا باقیوں کو جماعت کے

لڑکے فیل کرنے کی خوشی میں ترقیاں

دی جائیں۔ ہمارے استاد اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ اور لڑکوں کی نگرانی کی طرف کما حقہ توجہ نہیں کرتے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بہت حد تک نتیجہ کی ذمہ داری لڑکوں پر بھی ہے۔ لیکن جہاں تک نگرانی کا تعلق ہے۔ میں اسکی ذمہ داری استادوں پر ڈالتا ہوں۔ کہ انہوں نے کیوں ان کی نگرانی نہیں کی۔ جہاں تک

شوق پیدا کرنے کا سوال

ہے۔ خدام الاحمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ طلباء کے لئے ایسے طریق سوچیں جن کی وجہ سے خدام میں تعلیم کا شوق ترقی کرے۔ بہرحال نگرانی سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ پڑھائی کے وقت سب خدام گھروں میں بیٹھ کر پڑھائی کریں۔ اور جو طالب علم باہر پھرتا ہوا پکڑا جائے اس سے باز پرس کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر خدام اس پر عمل کریں۔ تو جن طالب علموں کو باہر پھرنے کی عادت ہے۔ وہ خود بخود گھر میں سٹڈی کرنے پر مجبور ہونگے کیونکہ وہ سمجھیں گے۔ کہ باہر تو پھر نہیں سکتے۔ چلو کوئی کتاب ہی اٹھا کر پڑھ لیں۔ ہمارے ملک میں مثل مشہور ہے۔ کہ جاندے چور دی

لنگوٹی ہی سہی۔ یعنی جاتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔ اگر چور چوری کر کے بھاگا جا رہا ہو۔ اور تم اس سے اور کچھ نہیں چھین سکتے۔ تو اس کی لنگوٹی ہی چھین لو۔ آخر کچھ نہ کچھ تو تمہارے ہاتھ آ جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں

ایک فقیر

تھا جو اکثر اس کمرے کے سامنے جہاں پہلے محاسب کا دفتر تھا۔ بیٹھا کرتا تھا۔ جب اسے کوئی آدمی احمدیہ چوک میں سے آتا ہوا نظر آتا تو کہتا ایک روپیہ دیدے جب آنے والا کچھ قدم آگے آ جاتا تو کہتا اٹھنی ہی سہی۔ جب وہ کچھ اور آگے آتا تو کہتا چونی ہی سہی جب اس کے مقابل پر آ جاتا تو کہتا دو آنے ہی دیدے۔ جب اس کے پاس سے گزر کر وہ قدم آگے چلا جاتا تو کہتا ایک آنہ ہی سہی۔ جب کچھ اور آگے چلا جاتا تو کہتا ایک پیسہ ہی دیدے۔ جب کچھ اور آگے چلا جاتا تو کہتا دھیلہ ہی سہی۔ جب جانے والا اس موڑ کے قریب پہنچتا جہاں سے مسجد اقصےٰ کی طرف مڑتے ہیں۔ تو کہتا بکوڑا ہی دیدے جب دیکھتا کہ آخری کنکر پر پہنچ گیا ہے۔ تو کہتا مرچ ہی دیدے۔ وہ روپیہ سے شروع کرتا اور مرچ پر ختم کرتا۔ اسی طرح کام کرنے والوں کو بھی یہی سمجھنا چاہئے۔ کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے ہاتھ آ ہی جائے گا۔ اگر پہلی دفعہ سو میں سے ایک پڑھائی کی طرف توجہ کرے گا تو اگلی دفعہ دو ہو جائینگے۔ اس سے اگلی دفعہ چار ہو جائینگے۔

اور اس طرح آہستہ آہستہ بڑھتے چلے جائینگے پس کام کرو۔ اور پھر نتیجہ دیکھو۔ جب دنیوی کام بے نتیجہ نہیں ہوتے۔ تو کس طرح سمجھ لیا جائے۔ کہ

اخلاقی اور روحانی کام

بغیر نتیجہ کے ہو سکتے ہیں۔ لیکن جن کے من حرامی ہیں وہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم تو کام کرتے ہیں۔ لیکن نتیجہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔

نتیجہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں

ہے کہنے سے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ ہم نے تو اپنی طرف سے پوری محنت کی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے دشمنی نکال رہا ہے۔ یہ کہنا کس قدر

حماقت اور بیوقوفی کی بات

ہے۔ گویا اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا یہ قانون ہے۔ کہ جو کام ہم کرتے ہیں۔ اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ لیکن اچھے یا برے نتیجہ کا دارومدار ہمارے اپنے کام پر ہوتا ہے۔ کسی شخص نے ½ حصہ کسی کام کیلئے محنت کی۔ تو قانون قدرت یہی ہے۔ کہ اس کا ½ نتیجہ نکلے۔ اب اس کے ½ حصہ نکلنے کے یہ معنے نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے قانون قدرت کی وجہ سے ½ حصہ نتیجہ نکلا۔ ورنہ اس نے محنت تو زیادہ کی تھی۔ قانون قدرت کسی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ لیکن شرارتی نفس یہ کہتا ہے۔ کہ میں نے تو اپنا سارا فرض ادا کر دیا تھا۔ لیکن اللہ میاں اپنا فرض ادا کرنا بھول گیا۔ اس سے بڑا کفر اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس جہاں تک

محنت اور کوشش کا سوال

ہے۔ نتائج ہمارے ہی اختیار میں ہیں اگر نتیجہ اچھا نہیں نکلتا تو سمجھ لو۔ کہ ہمارے کام میں کوئی غلطی رہ گئی ہے۔ کوشش کرنی چاہئے۔ کہ ہر کام کے نتائج کسی معین صورت میں ہمارے سامنے آ سکیں

اگر ہمارے پاس ریکارڈ محفوظ ہو

تو ہم اندازہ کر سکینگے۔ کہ پچھلے سال سے اس سال نمازوں میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔ تعلیم میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔ اخلاق میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔ کتنے خدام پچھلے سال باہر کی جماعتوں سے سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے آئے۔ اور کتنے اس سال آئے ہیں۔ اسی طرح باہر کی خدام الاحمدیہ کی جماعتیں بھی اپنے ہاں ان باتوں کا ریکارڈ رکھیں۔ کہ پچھلے سال تعلیم کتنے فیصدی تھی۔ اور اس سال کتنے فیصدی ہے۔ اخلاق میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔ اور یہ قانون بنا دیا جائے کہ ہر جماعت یہاں

تحصیل بٹالہ کے ووٹران کے لئے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ضروری پیغام

میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمام احباب جن پر میری بات کا کوئی اثر ہو سکتا ہے تکلیف اٹھا کر بھی اور قربانی کر کے بھی آنے والے چند دنوں میں چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے حق میں پراپیگنڈا کرینگے۔ اور جب ووٹ کا وقت آئیگا۔ تو کسی قربانی سے بھی دریغ نہ کرتے ہوئے اپنے مقررہ حلقہ میں پہنچکر ان کے حق میں ووٹ دینگے۔

والسلام خاکسار مرزا محمود احمد

نوٹ:۔ تحصیل بٹالہ کے حلقہ میں مختلف پولنگ سٹیشنوں پر غالباً یکم فروری ۱۹۴۶ء سے لیکر ۱۴۔ فروری تک پولنگ ہوگا۔ اور قادیان کے پولنگ سٹیشن پر غالباً یکم فروری سے سات فروری تک پولنگ ہوگا۔ تفصیل معلوم ہونے پر بعد میں شائع کی جائیگی۔ خاکسار مرزا بشیر احمد ۴۶/۱/۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اجتماع کے موقعہ پر اپنی رپورٹ
پڑھ کر سنائے۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ تمہارا قدم ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ یا تنزل کی طرف

اس میں شبہ نہیں کہ کبھی اندازہ میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن عام طور پر اندازہ صحیح ہوتا ہے۔ اگر یہ طریقہ اختیار کیا جائے۔ تو کچھ نہ کچھ قدم ضرور ترقی کی طرف اٹھے گا

صحیح اندازہ لگانے کا ایک طریق
یہ بھی ہے۔ کہ دس فی صدی کام اس رپورٹ میں سے کم کر دیا جائے۔ مثلاً کسی جماعت کی ترقی بارہ یا پندرہ فی صدی ہے۔ تو اس میں سے دس فی صدی کم کرنے کے بعد ہم کہیں گے کہ اس جماعت نے دو فیصدی ترقی کی ہے۔ پھر تمام جماعتوں کا

آپس میں مقابلہ
کیا جائے۔ کہ تبلیغی طور پر کونسی مجلس اول ہے۔ تعلیم میں کونسی مجلس اول ہے۔ اخلاق کی ترقی میں کونسی مجلس اول ہے ہاتھوں سے کام کرنے میں کونسی مجلس اول ہے۔ نمازوں کی باقاعدگی میں کونسی مجلس اول ہے اس قسم کے مقابلوں سے ایک دوسرے سے بڑھنے کی روح ترقی کرے گی۔ اور اگر کسی مجلس کا کام فرض کرو پچھلے سال بھی ۱۰ فی صدی تھا۔ اور اس سال بھی دس فیصدی ہے۔ تو اس کے متعلق سوچنا چاہیئے کہ کیا وجوہ ہیں جو اس مجلس کی ترقی میں روک ہیں۔ پس ایسے ذرائع سوچے جا سکتے ہیں۔ جن سے معین نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔

سات سال کا عرصہ
کوئی معمولی عرصہ نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کے لئے کہنا چاہیئے۔ اور اگر دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھتا ہو۔ تو اسے مار پیٹ کر نماز پڑھانی چاہیئے۔ گویا پہلے سات سال ترغیب و تحریص کے ہیں۔ اور اگلے سال میں سختی بھی کی جا سکتی ہے۔ پندرہ سال کی عمر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لڑکوں کو جہاد میں شامل ہونے کی اجازت دی ہے۔ پس اگر آج ساری ذمہ داریاں تم پر نہیں ہیں۔ تو آج سے آٹھ سال کے بعد تمہیں تمام ذمہ داریاں اپنے اوپر لینی ہونگی اور خدا تعالےٰ کے نزدیک تم ایک ایسے مقام پر پہونچ جاؤ گے۔ جس مقام پر پہونچ کر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ پس جس دور میں تم داخل ہو رہے ہو۔

نہائت نازک دور
ہے۔ اور جو ذمہ داریاں تم پر پڑنے والی ہیں۔ وہ بہت بڑی ہیں۔ گو پہلے بھی تم ذمہ داریوں سے خالی نہیں۔ لیکن آئندہ ذمہ داریاں ان سے بڑھ کر ہونگی۔ میرے نزدیک تم نے پچھلے

سات سال تم نے ضائع کر دیئے
ہیں۔ اگر آئندہ سات سال بھی آپ لوگوں نے ضائع کر دیئے۔ تو آپ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مورد الزام ہوں گے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور سمجھ سوچ سے کام لیتے ہوئے ہر کام کو پہلے سے زیادہ عمدگی کے ساتھ چلانے کی کوشش کرو۔ اندھا دھند قانون بنا دینا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ جب تک کسی قانون کے متعلق یہ ثابت نہ ہو جائے۔ کہ یہ واقعی مفید ہے۔ اور ہر جگہ جاری کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اندھا دھند قانون بنانے والوں کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک مثال
سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک مُلّا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کا کنبہ بھی تھا۔ وہ دریا کے کنارے کشتی پر سوار ہونے کے لئے آئے ملاح ان کے لئے کشتی لینے گیا۔ کشتی چونکہ کنارے کے پاس ہی تھی مُلّا نے دیکھا کہ ملاح کے ٹخنوں تک پانی آتا ہے۔ اس نے اندازہ لگایا۔ کہ اتنے فٹ تک پانی ٹخنوں تک آتا ہے۔ اور دریا کی چوڑائی اتنی ہے۔ اس لحاظ سے زیادہ سے زیادہ پانی کمر تک آجائیگا حالانکہ دریا کے متعلق اس قسم کا اندازہ لگانا

حد درجے کی حماقت
ہے۔ کیونکہ دریا میں اگر ایک جگہ ٹخنے تک پانی ہو۔ تو اس کے ساتھ ہی ایک فٹ کے فاصلہ پر بانس کے برابر ہو سکتا ہے۔ مگر اس ملا نے اس ذریعہ سے نتیجہ نکالا۔ کہ پانی کمر تک آئیگا۔ یہ خیال کرتے ہوئے اس نے کشتی کا خیال چھوڑ دیا۔ اور سب بیوی بچوں کو لے کر دریا کو عبور کرنے لگا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا۔ کہ پانی بہت گہرا ہو گیا۔ اور سب غوطے کھانے لگے۔ خود تو وہ تیرنا جانتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنی جان بچالی۔ مگر بیوی بچے سب ڈوب گئے۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کر پھر اوسط لگانے لگا۔ کہ شائد پہلے میں نے اوسط لگانے میں غلطی کی ہے۔ لیکن دوبارہ وہی نتیجہ نکلا۔ تو وہ کہنے لگا کہ اوسط کا جوں کا توں کنبہ ڈوبا کیوں۔ پس بعض حالات ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان میں اوسط نہیں لگایا جا سکتا۔ ہر ایک چیز کا اندازہ الگ الگ طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ اور ہر ایک بیماری کا علاج الگ الگ ہوتا ہے۔ خالی قانون بنانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جب تک حالات کو مد نظر نہ رکھا جائے۔

پس میں آئندہ نتیجہ دیکھوں گا۔ میں یہ نہیں سنوں گا۔ کہ کون سیکرٹری تھا۔ اور کس نے سیکرٹری بنایا۔ مجھے تو

کام سے غرض
ہے۔ کہ خدام نے نمازوں میں کتنی ترقی کی۔ سادہ زندگی میں کتنی ترقی کی۔ اور سادہ زندگی کے کن کن اصول پر انہوں نے عمل کیا۔ تعلیم میں کتنی ترقی کی۔ کتنے لڑکوں نے انٹرنس۔ کتنے لڑکوں نے ایف اے اور بی۔ اے کے امتحان دیئے۔ کتنے لڑکے انٹرنس کے بعد کالجوں میں داخل ہوئے۔ کتنے لڑکوں نے مڈل اور پرائمری کے امتحان دیئے۔ کتنے لڑکوں نے تبلیغ میں حصہ لیا۔ ان کے ذریعہ کتنے آدمی احمدی ہوئے۔ کتنے خدام نے زندگی وقف کی۔ تھوڑے دن ہوئے میں نے وقف تجارت کی تحریک کی ہے۔ اور قادیان میں بیسیوں لڑکے ایسے ہی جو بے کار ہیں۔ اور ان کے ماں باپ گندم کے لئے منظوریاں لیتے پھرتے ہیں۔ عرضی میں لکھتے ہیں کہ بیس سال کا لڑکا ہے مگر بے کار ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے۔ کہ جس لڑکے کے والدین کی یہ حالت ہے۔ وہ بے کار کیوں بیٹھا ہے۔ محلہ کا پریذیڈنٹ سفارش کرتا ہے۔ کہ یہ امداد کے بہت مستحق ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ ایسے لڑکے

امداد کے مستحق نہیں
بلکہ اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ ان کو بید لگائے جائیں۔ اسی طرح بعض لوگوں کے متعلق سفارش کی جاتی ہے۔ کہ یہ فلاں کے گھر میں کام کرتے ہیں۔ وہاں سے انہیں آٹھ روپے ملتے ہیں۔ لیکن آٹھ روپے میں گزارہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کو گندم دی جائے۔ ایسے لوگوں کے متعلق بھی مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اگر یہ لوگ کوئی بڑا کام نہیں کر سکتے۔ تو کیوں پھیری کا کام نہیں کر لیتے۔ پھیری والے ہر روز دو تین روپے کما لیتے ہیں۔ اگر کسی سے پوچھا جائے۔ کہ آپ کا لڑکا کیوں بیکار ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ فلاں قسم کا کام ملتا ہے۔ لیکن اس کی مرضی ہے۔ کہ مجھے اس قسم کا کام ملے۔ تو میں کروں۔ اس لئے بیکار ہے (جلسہ کے دنوں میں ایک دوست ملے۔ کہ

میرے لڑکے کو چپڑاسی کروا دیں
میں نے کہا۔ کہ گورنمنٹ ورکشاپ میں ملازم کروا دیتا ہوں۔ دو چار سال میں اسی روپے کمانے لگ جائیگا۔ آپ چپڑاسی کیوں بنواتے ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا۔ کہ لڑکے کی مرضی چپڑاسی ہونے کی ہی ہے) ایسے لڑکوں کی عقلوں کو درست کرنا چاہیئے۔ اور انہیں بتانا چاہیئے۔ کہ بے کاری ایک ایسی چیز ہے۔ جو جماعتی لحاظ سے اور شخصی لحاظ سے دونوں طرح سخت مضر ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ صرف قادیان میں سے دو تین سو آدمی ایسے نکل آئیں گے۔ جو ایسے وقت میں جبکہ ہر طرف روزگار مل رہے ہیں۔ بیکار بیٹھے اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ وہ جماعت پر بار بن رہے ہیں۔ وہ اپنے رشتہ داروں پر بار بن رہے ہیں۔ وہ اپنے گھر والوں پر بار بنے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو وقف کریں۔ تو

تبلیغ کی تبلیغ اور کام کا کام
ہمارے ہاں مثل مشہور ہے نالے بنج نالے بیوپار۔ یہ تبلیغ کی تبلیغ ہوگی اور بیوپار کا بیوپار ہوگا بلکہ ایک اور بات جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ

ہمارے نوجوانوں کی صحتیں
نہائت کمزور ہیں۔ اور دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہیں۔ جب میں نوجوانوں کی صحتیں دیکھتا ہوں۔ تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے ہم لوگ جو اپنے آپ کو کمزور صحت والے خیال کرتے ہیں ان نوجوانوں سے اچھے ہیں۔ آجکل کے نوجوانوں کے قد بہت چھوٹے ہیں یا بہت پتلے دبلے یا بہت موٹے جو موٹاپا کہ بیماری کی ایک قسم ہوتی ہے چہرے زرد ہیں۔ اور چہروں پر جھریاں پڑی ہوتی ہیں گویا ان پر جوانی آنے سے پہلے ہی بڑھاپے کا زمانہ آجاتا ہے۔ کہتے ہیں کوئی بڈھا بازار میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاؤں پھسلنے کی وجہ سے گر پڑا۔ تو بولا ہائے جوانی۔ یعنی اب جوانی جو کہ تنومندی اور قوت کے دن سمجھے جاتے رہے ہیں۔ اور میں محض بڑھاپے کی وجہ سے گر گیا ہوں جب اٹھا تو اس نے دیکھا کہ اس کے اردگرد کوئی آدمی نہیں۔ تو اس پر بولا "پھٹے مُنہ جوانی ویلے توں کیہڑا بہادر سی"۔ یعنی تیرے مُنہ پر پھٹکار پڑے۔ تو جوانی کے وقت کونسا بہادر تھا۔ ہمارے نوجوانوں کا بھی یہی حال ہے۔ ان پر جوانی آنے سے پہلے ہی بڑھاپے کا زمانہ آجاتا ہے۔ اگر نوجوانوں کی صحتوں کی یہی حالت رہی۔ تو یہ خطرہ سے خالی نہیں۔ پس خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے۔ کہ

نوجوانوں کی صحت کی طرف جلد توجہ کریں

اور ان کے لئے ایسے کام تجویز کریں۔ جو محنت کشی کے ہوں۔ اور جن کے کرنے سے ان کی ورزش ہو۔ اور جسم میں طاقت پیدا ہو۔ مثلاً ہر جماعت میں جتنے پیشہ ور ہیں۔ ان سے کہا جائے کہ وہ خدام کو سائیکل کھولنا اور جوڑنا یا موٹر کی مرمت کا کام یا موٹر ڈرائیونگ سکھا دیں۔ یہ کام ایسے ہیں۔ کہ ان میں انسان کی صحت بھی ترقی کرتی ہے۔ اور انسان ان کو بطور ہابی (Hobby) کے سیکھ سکتا ہے۔ اور اگر اسے شوق ہو۔ تو اس میں بہت حد تک ترقی بھی کر سکتا ہے۔

سکھ قوم کے مالدار ہونے کی ایک بڑی وجہ

یہ ہے کہ یہ قوم لاری ڈرائیونگ اور لوہار کے کام میں سب سے آگے ہے۔ اور پنجاب کی تمام لاریاں اور اکثر مستری خانے ان کے قبضہ میں ہیں۔ جس جگہ جاؤ۔ تمہیں لاری ڈرائیور سکھ ہی نظر آئے گا۔ حالانکہ سکھ پنجاب میں کل دس بارہ فی صدی ہیں۔ لیکن سفر کے تمام ذرائع انہوں نے اپنے قبضہ میں لے رکھے ہیں۔ کسی سڑک پر کھڑے ہو جاؤ کسی ضلع یا تحصیل میں چلے جاؤ۔ تم دیکھو گے۔ کہ سائیکلوں پر گزرنے والوں میں دو تہائی سکھ ہوں گے۔ اور ایک تہائی ہندو یا مسلمان ہوں گے۔ اور اگر تم گاؤں میں چلے جاؤ تو تم دیکھو گے۔ کہ ایک سکھ سائیکل پر سوار ہے۔ اور اپنی بیوی کو پیچھے بٹھائے لئے جا رہا ہے۔ موٹروں کی درستی کے جتنے کارخانے ہیں۔ ان میں سے اکثر سکھوں کے ہیں۔ بندوق بنانے۔ کارتوس بنانے۔ لاریاں بنانے۔ سائیکل بنانے مشینری بنانے کے جتنے کارخانے ہیں۔ سب سکھوں کے ہیں۔ کیونکہ جتنی سہولت ان کو ان چیزوں کے بنانے میں ہے دوسرے لوگوں کو نہیں۔ اول تو ہمارے مسلمانوں کے پاس موٹریں ہی نہیں۔ اور اگر کسی کے پاس ہے بھی۔ تو وہ یہ بھی نہیں جانتا۔ کہ اس کے اندر کیا ہے۔ اگر کسی جگہ موٹر یا لاری خراب ہو جائے۔ تو پھر سورن سنگھ کی منتیں کریں گے۔ کہ اسے درست کر دو۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جتنا روپیہ سکھوں کے پاس ہے۔ اتنا قومی طور پر ہندوؤں کے پاس بھی نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ یہ قوم محنت کی بہت عادی ہے۔ لاہور میں ایک سکھ نوجوان سے جو کہ بی۔ اے پاس تھا۔ اور بانسوں اور رسیوں کی دکان کرتا تھا۔ میں نے پوچھا۔ کہ آپ ملازمت کیوں نہیں کر لیتے۔ وہ کہنے لگا۔ کہ میرے دوسرے ساتھیوں میں سے جو ملازم ہیں۔ کوئی چالیس روپے لیتا ہے۔ اور کوئی پچاس روپے۔ اور میں تین چار سو روپیہ ماہوار کما لیتا ہوں۔ مجھے نوکری کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ اگر ہماری جماعت ان کاموں میں ترقی کرنے کی کوشش کرے تو وہ دوسری جماعتوں سے پیچھے رہ جائے۔ اگر ہماری جماعت میں سے

پانچ چھ فیصدی لوگ مستری

ہو جائیں۔ تو پھر امید کی جا سکتی ہے۔ کہ ہمارے لوگ مشینری میں کامیاب ہو سکیں گے۔ کیونکہ ان لوگوں کو آرگنائز کر کے آئندہ ان کے لئے زیادہ اچھا پروگرام بنایا جا سکتا ہے۔ اور کچھ اور لوگوں کو ان کے ساتھ لگا کر کام سکھایا جا سکتا ہے۔ اس وقت میرے نزدیک

اگر مرکزی مجلس ایک موٹر خرید سکے

تو یہ بہت مفید کام ہو گا۔ اس کے ذریعہ خدام کو موٹر ڈرائیونگ کا کام سکھایا جاتے اور یہ بتایا جائے کہ موٹر کی عام مرمت کیا ہوتی ہے۔ جو خادم سیکھیں ان میں سے بعض مختلف جگہوں پر موٹر کی مرمت کی دوکان کھول لیں۔ یہ بہت مفید کام ہے۔ اس میں جسمانی صحت بھی ترقی کرے گی۔ اور آمدنی کا ذریعہ بھی ہو گا۔ اس کے علاوہ

نوجوانوں کو گھوڑے کی سواری

سائیکل کی سواری سکھائی جائے۔ سائیکل کی سواری کے ساتھ یہ بات بھی ضروری ہوتی ہے۔ کہ اسے کھولنا اور مرمت کرنا آتا ہو۔ کیونکہ بعض اوقات چھوٹی سی چیز کی خرابی کی وجہ سے انسان بہت بڑی تکلیف اٹھاتا ہے۔ پس ہمارے خدام کو مشینری کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے آجکل

مشینوں میں برکت

دی ہے۔ جو شخص مشینوں پر کام کرنا جانتا ہو وہ کسی جگہ بھی چلا جائے۔ اپنے لئے عمدہ گذارہ پیدا کر سکتا ہے۔ آج کل تمام قسم کے فوائد مشینوں سے وابستہ ہیں۔ اور جتنا مشینوں سے آجکل کوئی قوم دور ہو گی۔ اتنی ہی وہ ترقیات میں پیچھے رہ جائیگی۔ اسی طرح اگر خدام لوہار۔ ترکھان۔ بھٹی اور دھونکنی کا کام سیکھیں تو ان کی ورزش کی ورزش بھی ہوتی رہے گی اور پیشے کا پیشہ بھی ہے۔ چونکہ خدام کے لئے

ہاتھ سے کام کرنے کی عادت

ڈالنا ضروری ہے۔ اگر خدام ایسے کام کریں۔ تو وہ ایک طرف ہاتھ سے کام کرنے والے ہونگے اور دوسری طرف اپنا گزارہ پیدا کرنے والے ہونگے اپنے ہاتھ سے کام کرنا یہ

ہمارا طرہ امتیاز

ہونا چاہئے۔ جیسے بعض قومیں اپنے اندر بعض خصوصیتیں پیدا کر لیتی ہیں۔ وہ قومیں جو سمندر کے کنارے پر رہتی ہیں۔ وہ نیوی میں بڑی خوشی سے بھرتی ہوتی ہیں۔ لیکن اگر انفنٹری میں بھرتی ہونے کے لئے انہیں کہا جائے تو اس کے لئے ہرگز تیار نہیں ہونگے۔ اور اگر پنجاب کے لوگوں کو نیوی میں بھرتی ہونے کے لئے کہا جائے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں۔ لیکن انفنٹری میں خوشی کے ساتھ بھرتی ہوتے ہیں۔ اور یہ صرف عادت کی بات ہے۔ پس ہمارے خدام کو یہ ذہنیت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ کہ یہ مشینوں کا زمانہ ہے۔ اور آئندہ زندگی میں وہ مشینوں پر کام کریں گے۔ اگر کارخانوں میں کام نہ کر سکو تو ابتداء میں لڑکوں میں ان کھیلوں کا ہی رواج ڈالو جن میں لوہے کے پرزوں سے مشینیں بنانی سکھائی جاتی ہیں مثلاً لوہے کے ٹکڑے ملا کر چھوٹے چھوٹے پُل بناتے ہیں۔ پنگھوڑے ریلیں اور اسی قسم کی بعض اور چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ ایسی کھیلوں سے یہ فائدہ بھی ہو گا۔ کہ بچوں کے ذہن انجنیرنگ کی طرف مائل ہوں گے۔ یہ

سائنس کی ترقی کا زمانہ

ہے۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کو یہ کوشش کرنی چاہئے۔ کہ ہماری جماعت کا ہر فرد سائنس کے ابتدائی اصولوں سے واقف ہو جائے۔ اور ابتدائی اصول اس کثرت کے ساتھ جماعت کے سامنے دوہرائے جائیں۔ کہ ہمارے نائی۔ دھوبی بھی یہ جانتے ہوں۔ کہ پانی دو گیسوں آکسیجن اور ہائیڈروجن سے بنا ہوا ہے۔ یا روشنی آکسیجن لیتی ہے۔ اور کاربن چھوڑتی ہے۔ اگر اسے آکسیجن نہ ملے تو بجھ جاتی ہے۔ جب ان ابتدائی باتوں سے اکثر لوگ واقف ہو جائیں گے تو بعد میں آنے والے ان سے اوپر کے درجہ پر ترقی پا جائینگے۔ ایڈیسن جس نے

ایک ہزار ایک ایجادیں

کی ہیں۔ وہ ایک کارخانے میں چپڑاسی تھا۔ کارخانے میں جو تجربات ہوتے وہ ان کو غور سے دیکھتا رہتا۔ اس کی اس دلچسپی کو دیکھ کر ایک افسر نے اسے ایسی جگہ مقرر کر دیا جہاں وہ کام بھی سیکھ سکتا تھا۔ پھر اسے ایسی درسگاہ میں داخل کرا دیا گیا جہاں وہ ایک حد تک علمی سائنس سے واقف ہو سکے۔ آخر وہ ایجادیں کرنے لگ گیا۔ اور آج وہ دنیا کا سب سے بڑا موجد سمجھا جاتا ہے۔ بجلی فونوگراف ٹیلیفون۔ اسی طرح کی اور بہت سی چیزیں اس نے ایجاد کیں۔ اور بعض چیزوں میں ایسی شاندار ترمیم کی کہ وہ ایک نئی چیز بن گئیں۔ پس جن لوگوں کے دماغ سائنس سے مانوس ہوں۔ وہ دوسری کتابوں سے مدد لیکر ترقی کر جائینگے۔ بعض لوگ

بظاہر نکمے اور بے عقل

سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن جب ان کا دماغ کسی طرف چلتا ہے۔ تو حیران کُن نتائج پیدا کرتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو بہت زیادہ عقلمند اور ہشیار نظر آئے وہی سائنس میں ترقی کرے۔ اس وقت قادیان میں

سب سے زیادہ کامیاب کارخانہ

میاں محمد احمد خان کا ہے۔ کچھ دن ہوئے۔ مجھے ایک سائنس کا پروفیسر ملا تھا۔ اس نے مجھے حیرت کے ساتھ کہا۔ کہ میک ورکس نے بہت ترقی کی ہے۔ اور ان کی بعض چیزیں بہت قابل تعریف ہیں۔ لیکن میاں محمد احمد خان جو اس کارخانہ کے موجد ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ اپنی ٹوپی رکھ کر بھول جاتے ہیں۔ کہ کہاں رکھی ہے۔ اور بعض دفعہ ٹوپی ان کے سر پر ہوتی ہے۔ اور وہ تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ان کی ٹوپی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے سر پر تھی۔ اور وہ اپنے ماموں میاں بشیر احمد صاحب کی ٹوپی بغل میں دبا کر چل پڑے۔ میاں صاحب نے دیکھا کہ میری ٹوپی لئے جا رہے ہیں تو بلا کر کہا کہ اگر ٹوپی کی ضرورت ہے تو بے شک لے جاؤ ورنہ تمہاری ٹوپی تمہارے سر پر ہے غرض ایک طرف تو ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ میری ٹوپی میرے سر پر ہے یا نہیں۔ دوسری طرف سائنس میں ان کا دماغ خوب چلتا ہے۔ تو بظاہر بعض لوگ ایسے نظر آتے ہیں۔ کہ جن کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ یہ تو کوئی کام بھی نہیں کر سکیں گے۔ لیکن جب ان کا دماغ کسی طرف چل پڑتا ہے۔ تو وہ دنیا کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ پس میں یہ ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جہاں ہمارے دوست دینی علوم سے واقف ہوں۔ وہاں کچھ نہ کچھ انہیں

سائنس کے ابتدائی اصول

سے ضرور واقفیت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ان کا جاننا بھی اس زمانہ کے لحاظ سے بہت ضروری ہے۔

آج میں نے

اتنا وسیع پروگرام

آپ لوگوں کو بتا دیا ہے۔ کہ اگر آپ اس کے مطابق کام کریں۔ تو دو تین سال میں جماعت کی کایا پلٹ جائے گی۔ اور جماعت اپنے پہلے مقام سے بہت بلند مقام پر پہونچ جائے گی۔ اور دشمن تسلیم کریں گے۔ کہ اس جماعت کا مقابلہ ناممکن ہے۔ دشمن جب بھی جماعت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا۔ اس کی نظریں خیرہ ہو جائیں گی۔ میری صحت تو اچھی نہیں تھی۔ لیکن اس کے باوجود میں طبیعت پر بوجھ ڈال کر آ گیا ہوں۔ رات سے اسہال ہو رہے ہیں۔ اگر بیٹھوں تو کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کھڑا ہوں تو بیٹھ نہیں سکتا۔ اب میں دعا کر کے جلسہ کو ختم کرتا ہوں

ایک نہایت ضروری اعلان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت نظارت دعوۃ و تبلیغ کیطرف سے ہندی اور گورمکھی کے ٹریکٹوں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تحریک کریں۔ کہ وہ اسے خریدیں نیز

حضرت باوا نانک صاحب ——— اور ——— گانا بجانا

ہمارے ایک سکھ دوست نے حضرت باوا نانک صاحب کے مسلمان ہونے کی حالت میں مکہ معظمہ جانے کو قابل اعتراض ظاہر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔ کہ بابا صاحب چونکہ راگ کے قائل تھے۔ اس لئے وہ مسلمان کس طرح ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"اسلام میں گانا بجانا تو قطعی طور پر منع ہے اور خاصکر باجے یا سارنگی وغیرہ سے کسی شبد کا گایا جانا تو بالکل ہی ناجائز ہے۔ یہ تو میں نے آپ کے کئی احمدیوں سے منوا لیا ہے۔ اور حقیقت میں قرآن مجید بھی یہ چیز ثابت کرتا ہے۔ اسی بات کو لیجئے۔ گو یہ ایک معمولی بات ہے۔ لیکن اگر اسی کو معمہ کے حل کرنے میں ثبوت کے طور پر پیش کیا جائے۔ تو یہ کافی وجود رکھے گی۔

ہماری جنم ساکھیوں یا دوسرے لفظوں میں بابا گورو نانک دیوجی کی ہر سوانح عمری میں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔ کہ باباجی کے دو ساتھی تھے۔ جن میں ایک کا نام بالاجی اور دوسرے کا نام مردانہ جی تھا۔"

بھائی بالا اور بھائی مردانہ

سردار صاحب کو شائد یہ علم نہیں کہ سکھ دوانوں میں بھائی بالا کا وجود ایک اختلافی مسئلہ بن گیا ہے۔ سردار کرم سنگھ صاحب ہسٹورین اور ان کے ہم خیال اس کو فرضی قرار دیتے ہیں۔ اور بھائی مردانہ کو سکھ تاریخ میں مسلمان بیان کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورمکھی مصنفہ گیانی گیان سنگھ صاحب مطبوعہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۲۶۳) اور بھائی مردانہ نے خود بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی ظاہر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا چھاپہ پتھر صفحہ ۸۳ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور و جیون چرتر گورو نانک دیوجی مہاراج ہندی صفحہ ۶۹)

رباب پر شبد گانا

سردار صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ الفاظ ہزاروں دفعہ نہیں کم از کم سینکڑوں مرتبہ تو ضرور دوہرائے گئے ہیں۔ کہ مردانہ نے رباب بجایا۔ اور باباجی نے شبد اچارا یا گایا۔"

لیکن سردار صاحب ان مقامات کا سیاق و سباق پڑھنے کی تکلیف فرماتے۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ کہ ایسے شبد سننے والوں میں اکثریت ان لوگوں کی ظاہر کی گئی ہے۔ جو بابا صاحب سے صدیوں قبل وفات پا چکے تھے۔ اور جو شبد باباصاحب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ ان میں بعض ایسے بھی ہیں۔ جو گورو ارجن صاحب کے ہیں۔ اور بعض گورو انگد صاحب وغیرہ گورو صاحبان کے ہیں۔ حالانکہ یہ سب کے سب بابا صاحب کے بعد ہوئے ہیں

گرنتھ صاحب کے شبد

سردار صاحب نے اس ضمن میں گورو گرنتھ صاحب کا بھی خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ اور اس میں شبدوں کا راگوں میں ہونا دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ لیکن گورو گرنتھ صاحب کے شبدوں کا راگوں میں ہونا یا راگوں میں پڑھا جانا حضرت باوا نانک صاحب کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ گرنتھ صاحب کی پہلی جلد گورو ارجن صاحب نے بقول سکھ علماء ۱۶۴۸ء بکرمی یا ۱۶۶۱ء بکرمی میں تیار کی تھی۔ اس صورت میں گرنتھ صاحب کا راگوں میں ہونا یا راگوں میں پڑھا جانا بابا صاحب کی طرف کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ بابا صاحب کی وفات تو ۱۵۹۶ء بکرمی میں ہو چکی تھی۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ جنم ساکھیوں میں جہاں اور بہت سی باتیں بابا صاحب کی طرف ایسی منسوب کی گئی ہیں۔ جو سکھ ودوانوں کے نزدیک گورمت تاریخ جغرافیہ اخلاق اور حقیقت کے خلاف ہیں۔ وہاں ان میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ حضرت باوا نانک صاحب شبد خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ لیکن ان کا شبدوں کو خوش الحانی سے پڑھنا ان کو اسلام سے الگ نہیں کر سکتا۔ جنم ساکھیوں سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ بابا صاحب نے باجہ اور طبلہ وغیرہ کے ذریعہ شبد گائے۔ زیادہ سے زیادہ یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بھائی مردانہ رباب بجایا کرتا تھا۔ اور آپ خدا کی حمد کے گیت گایا کرتے تھے۔

اسلام اور گانا بجانا

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہمارے نزدیک باجہ اور طبلہ بجا کر گانا جائز نہیں ہے۔ البتہ کسی بیاہ شادی کی تقریب پر کسی پاکیزہ نظم کا خوش الحانی سے پڑھنا اور دف کا بجانا ناجائز نہیں۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔ کہ:۔

"دف کے ساتھ مستورات یا مردوں کا پاکیزہ اشعار پڑھنا شادی یا عید یا جنگ وغیرہ کے مواقع پر حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے بعض دفعہ ایسا ہوا ہے۔" (الفضل قادیان ۱۶ر جون ۱۹۳۶ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ:۔

"بے ریب حضرت نبی کریم کے عہد میں دف بجی۔ مگر اب بات کو لوگوں نے حد سے بڑھا دیا ہے۔ اور حد سے بڑھنا بھی گناہ ہے۔" (البدر ۷ر دسمبر ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا۔ کہ شادی کے موقعہ پر لڑکی یا لڑکے والوں کے گھر میں جوان عورتیں مل کر گایا کرتی ہیں۔ حضور ؑ کے نزدیک ان کا یہ فعل کیسا ہے؟ اس پر حضور ؑ نے فرمایا:۔

"اصل یہ ہے۔ کہ یہ بھی اس طرح پر ہے۔ کہ اگر گیت گندے اور ناپاک نہ ہوں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جب مدینہ میں تشریف لے گئے۔ تو لڑکیوں نے مل کر آپ کی تعریف میں گیت گائے تھے۔ مسجد میں ایک صحابی نے خوش الحانی سے شعر پڑھے۔ تو حضرت عمر رضؓ نے ان کو منع کیا۔ اس نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے پڑھے ہیں۔ تو آپ نے منع نہیں کیا۔ بلکہ آپ ؐ نے ایک بار اس کے شعر سنے۔ تو آپ ؐ نے اس کے لئے رحمہ اللہ فرمایا۔ اور جس کو آپ یہ فرمایا کرتے تھے۔ وہ شہید ہو جایا کرتا تھا۔ غرض اس طرح پر اگر فسق و فجور کے گیت نہ ہوں۔ تو منع نہیں۔ مگر مردوں کو نہیں چاہیئے کہ عورتوں کی ایسی مجلسوں میں بیٹھیں۔" (الحکم ۱۹۰۳ء منقول رہنمائے خاتون)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینجر الفضل کو مخاطب کیا جائے۔ نہ کہ ایڈیٹر کو۔

* اگر کوئی احمدی دوست کسی لائبریری یا کسی غیر احمدی کے نام یہ ٹریکٹ جاری کرانا چاہیں۔ تو اطلاع دیں۔ کئی ایک دوستوں نے جلسہ پر رقم تو دے دی تھی۔ لیکن نام کے متعلق کہا کہ ہم جا کر بھیجیں گے۔ جن دوستوں کیطرف سے ابھی تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے بھی عید وغیرہ کی تقریبوں پر پاکیزہ نظموں کا گایا جانا ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں مرقوم ہے۔

عن عائشۃ ان ابابکر الصدیق دخل علیھا وعندھا جاریتان فی ایام منیٰ تغنیان وتضربان ورسول اللہ صلی اللہ علیہ مسجّی بثوبہ فانتھرھما ابوبکر فکشف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فقال دعھما یا ابابکر فانھا ایام عید (صحیح مسلم کتاب العیدین)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ابوبکرؓ میرے گھر تشریف لائے اور اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ جو گانے بجانے میں مشغول تھیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑا اوڑھے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُن لڑکیوں کو ڈانٹا۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا کہ اے ابوبکر ان کو جانے دو کیونکہ یہ عید کے دن ہیں۔ اس کے علاوہ حضور نے نکاح کے موقعہ پر بھی دف کا بجانا جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور کا ارشاد ہے۔ کہ:۔

فصل مابین الحلال والحرام الصوت والضرب الدف

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۵۹)

حضرت بابا نانک صاحب اور چشتیہ خاندان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بابا صاحب کا روحانی تعلق چشتیہ خاندان سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور کا ارشاد ہے۔

"ملا تب خدا سے اسے ایک پیر
کہ چشتی طریقہ میں تھا دستگیر
وہ بیعت سے اس کی ہوا سرفراز
سنا شیخ سے ذکر راہ صواب"

(ست بچن صفحہ ۴۴)

حضرت بابا نانک صاحب کے بارہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ آپ عرصہ دس سال تک شیخ فرید ثانی سے ملکر لوگوں میں تبلیغ کرتے رہے اور آپ کی اس تبلیغ کو ہندو صاحبان نے بہت ناپسند کیا۔ لیکن آپ نے اُن کی اس ناراضگی کی کوئی پرواہ نہ کی۔ (اخبار "موجی" گورمکھی ۱۸ جنوری ۱۹۳۶ء) سردار صاحب کی پیش کردہ جنم ساکھیوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بابا صاحب لوگوں کو چشتیہ خاندان سے بیعت کے ذریعہ وابستگی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۹۰ء نول کشور پریس لاہور صفحہ ۵۱۳) اور جنم ساکھی چھاپہ ٹائپ مطبوعہ ۱۹۲۸ء نانک شاہی مفید عام پریس لاہور صفحہ ۵۷ اور ولایت والی جنم ساکھی مطبوعہ ۱۸۸۴ء انڈین پریس لاہور صفحہ ۶۷ اور پوراتن جنم ساکھی چھاپہ ٹائپ مطبوعہ ۱۹۳۱ء وزیر ہند پریس امرتسر صفحہ ۱۰۵)

پس بابا صاحب کا چشتیہ خاندان سے روحانی تعلق سکھ کتب سے بھی ثابت ہے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ بابا صاحب اسلام کے خلاف ہونے کے باوجود دس سال تک ایک مسلمان بزرگ سے مل کر تبلیغ بھی کرتے رہے اور لوگوں کو چشتیہ خاندان سے وابستگی کی طرف بلاتے رہے۔

چشتیہ خاندان اور سماع

چشتیہ طریقہ میں ایسے سماع کو جس میں پاکیزہ نظمیں گائی گئی ہوں جائز تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اس فرقہ کے اکابرین کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ کہ وہ ایسی قوالی سنا کرتے تھے۔

(ملاحظہ ہو سیر اولیاء صفحہ ۵۰۸ تا صفحہ ۵۱۲)

سیر اولیاء میں (جو کہ حضرت محمد مبارک صاحب کی کتاب "مرغوب اولیاء" کا اردو ترجمہ ہے) سماع کے بارہ میں مرقوم ہے۔

"شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز سے منقول ہے۔ کہ السماع یحرک قلوب المستمعین ویوقد نار الشوق فی صدور المشتاقین یعنی سماع ایک ایسی موزون اور مناسب آواز ہے۔ جو سننے والوں کے دلوں کو جنبش میں لاتی ہے۔ اور مشتاقوں کے سینوں میں آگ بھڑکاتی ہے۔"

(سیر اولیاء صفحہ ۴۹۰)

اس کے علاوہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"سماع کی چار قسمیں ہیں۔ حلال۔ حرام مکروہ اور مباح اگر صاحب وجد کو حق کی طرف زیادہ میل ہو تو اُس کے حق میں سماع مباح ہے۔ اور اگر اس کا میلان طبیعت مجاز کی طرف بیشتر ہو تو سماع اس کے حق میں مکروہ ہے۔ لیکن جب دل کا میل بالکل مجاز ہی کی طرف ہو تو ایسا سماع حرام ہے۔ اور جب میلان طبع بالکل حق تعالےٰ کی طرف ہو تو حلال ہے۔"

(سیر اولیاء صفحہ ۴۸۹)

اسی طرح حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کی شرائط کا ذکر کرتے ہوتے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ گانے والا مرد کامل ہونا چاہئے۔ نہ تو لڑکا ہو۔ اور نہ عورت۔ نیز سننے والے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ یاد حق سے خالی نہ ہو۔ اور جو چیز گائی جائے وہ فحش اور تمسخر سے خالی ہو۔

(ملاحظہ ہو سیر اولیاء صفحہ ۴۸۹)

مندرجہ بالا حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت نظام الدین اولیاء ایک قسم کے سماع کے بعض شرائط کے ساتھ قائل تھے۔ یعنی جس میں پاکیزہ نظمیں گائی جائیں وہ سماع ان کے نزدیک ناجائز نہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے علاوہ اور بھی صوفیاء نے اس قسم کے سماع کو جائز تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

مولانا علیم الدین نے فرمایا میں نے (بغداد اور روم شام کے) تمام اسلامی شہروں میں بزرگوں اور مشائخ کو سماع سنتے اور بعض کو دف اور شبابہ کے ساتھ سنتے دیکھا ہے۔ لیکن وہاں کوئی شخص انہیں اس سے منع نہیں کرتا۔"

(سیر اولیاء صفحہ ۵۲۵)

ایک اور مقام پر مرقوم ہے۔

"اصل میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف سماع کو بلکہ اس کے ساتھ دف اور شبابہ کو بھی مباح کہتے ہیں۔"

(سیر اولیاء صفحہ ۵۲۶)

گورو گرنتھ صاحب اور سماع

یہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ سردار صاحب موصوف نے راگ کے جواز میں گورو گرنتھ صاحب کا خاص طور پر تذکرہ کیا ہے۔ اور اس کے شبدوں کا راگوں میں گایا جانا دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سکھ آج کل عموماً باجہ اور طبلہ کے ساتھ گورو گرنتھ صاحب کے شبد گاتے ہیں۔ مگر حضرت بابا نانک صاحب کا مسلک یہ نہ تھا۔ بابا صاحب موصوف راگ کے قائل تھے۔ لیکن آپ کا راگ خالص آسمانی تھا اور آپ کے مزامیر بھی روحانی تھے۔ چنانچہ گورو گرنتھ صاحب میں آپ کا حسب ذیل شبد موجود ہے۔ جو اس مسئلہ پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

واجہ مت پکھاوج بھاؤ
ہوئے آنند سدا من چاؤ
ایہا بھگت ایہو تپ تاؤ
ات رنگ ناچو رکھ رکھ پاؤ
پورے تال جانے صلاح
ہور نچنا خوشیاں من آہ
ست سنتوکھ وجے دوئے تال
پیریں واجا سدا نہال
راگ ناد نہیں دوجا بھاؤ
ات رنگ ناچو رکھ رکھ پاؤ

(محلہ ۱ صفحہ ۳۵۰)

حضرت بابا صاحب فرماتے ہیں۔ عقل کا باجہ بناؤ۔ اور محبت کا طبلہ تیار کرو۔ اور پھر جو سرور پیدا ہو۔ وہ عبادت اور ریاضت ہے۔ اور اس رنگ میں مست ہو کر ناچو۔ خدا کی حمد ہی اصل تالی ہیں۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے۔ وہ نفسانی ہے۔ صدق اور صبر کے دو تال بجاؤ۔ اور ہمیشہ کی خوشی کا باجہ بناؤ۔ پھر اس راگ کی موجودگی میں کسی دوسرے راگ کا خیال بھی پیدا نہ ہوگا۔ اور اس رنگ میں مست ہو کر ناچو۔ بابا صاحب کا یہ راگ کیسا پاکیزہ اور روحانی راگ ہے۔ اس میں آپ نے جن مزامیر کو استعمال میں لانے کی تلقین فرمائی ہے۔ ان کا ان مزامیر سے جو ہمارے سکھ دوست آج کل عموماً استعمال کرتے ہیں دور کا بھی تعلق نہیں۔ آپ کے مزامیر عقل۔ محبت۔ صدق۔ صبر اور خدا کی حمد ہیں لیکن اس کے برعکس ہمارے سکھ دوست جن مزامیر کو استعمال کرتے ہیں۔ وہ ہارمونیم۔ طبلہ۔ ڈھولک۔ اور سارنگی وغیرہ ہیں۔ اور یہ خالص زمینی راگ سے متعلق ہیں۔ زمینی راگ کے بارہ میں بابا صاحب کا واضح ارشاد ہے کہ:۔

گیت راگ گھن تال سے کوڑے
ترگھن اوپجے سبھئے دورے (محلہ ۱ صفحہ ۸۳۲)

یعنی گانا بجانا سب کوڑ ہے۔ اس کے نتیجہ میں انسانی کی نفسانی خواہشات بھڑکتی ہیں۔ اور وہ بدیوں کے قریب ہو جاتا ہے۔

حضرت بابا نانک صاحب نے اس قسم کے راگ گانے والوں کو بھی بہت ناپسند کیا ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ:۔

گاویں گیت چیت انیتے
راگ سناویں کہاویں بیتے
بن ناویں من جھوٹھ انیتے (محلہ ۱ صفحہ ۴۱۴)

یعنی زبان سے تو گیت گاتے ہیں اور دلوں میں انکے گند بھرا ہوا ہے۔ لوگوں کو راگ سناتے ہیں اور بڑے راگی کہلاتے ہیں۔ لیکن بغیر خدا کی یاد کے وہ جھوٹے اور ناپاک ہیں۔

ایک اور مقام پر آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

راگ ناد من دوجا بھائے
انتر کپٹ مہاں دوکھ پائے
ستگور بھیٹے سوجھی پائے
سچے نام رہے لولائے (محلہ ۱ صفحہ ۱۳۴۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی گانا بجانا انسان کو خدا سے دور لے جاتا ہے۔ اور دل میں کپٹ پیدا کرتا ہے۔ جس سے انسان کو دکھ اٹھانے پڑتے ہیں۔ اگر انسان اپنا آپ مرشد کامل کی نظر کر دے تو معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور پھر انسان خدا کا واصل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح گرو گرنتھ صاحب میں راگ کے متعلق حسب ذیل ارشاد بھی موجود ہے:۔

بلاول تب ہی کیجئے جب موکھ ہوئے نام
راگ ناد شبد سوہنے جا لگے سہج دھیان
راگ ناد چھوڑ ہر سیوئیے تاں درگاہ پائیے مان
(محلہ ۴ صفحہ ۸۴۹)

یعنی۔ بلاول (یہ ایک راگ کا نام ہے) تب ہی سنا جا سکتا ہے۔ اگر زبان پر ذکر الٰہی ہو۔ اور گانے والے نیک لوگ ہوں۔ نیز جو گیت گایا جائے وہ بھی پاکیزہ ہو۔ اس سماع سے انسان کی توجہ خدا کی طرف ہی رہتی ہے (لیکن اصل بات یہی ہے کہ) انسان گانا بجانا چھوڑ کر خدا کی عبادت میں ہی مصروف رہے۔ اس طرح خدا کے دربار میں عزت کا مقام حاصل ہونا ایک یقینی امر ہے۔

جنم ساکھی اور راگ

سردار صاحب نے راگ کے جواز میں جنم ساکھیوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ لیکن جنم ساکھیوں سے بھی اس امر پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ کہ بابا صاحب کا سماع سے متعلق وہی مذہب تھا جو کہ چشتیہ طریقہ کے اکابرین کا تھا۔ اور اگر آپ کسی شبد کو گا کر پڑھتے تھے۔ تو اس لئے نہیں کہ آپ اسلام کے کسی حکم کی مخالفت کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ آپ کے نزدیک خدا کی حمد کے گیت بلند آواز سے۔ اور خوش الحانی سے پڑھنے جائز تھے۔ چنانچہ آپ نے سماع سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا:۔

"پیغمبر نے تاں بدفعلیاں والیاں نوں منع کیتا ہے۔ جو سرود بدفعلیاں دا نہ سنو۔ اور عمر اپنی اجائیں نہ کرو۔ خدا دے یاد دا سرود عمر نوں بہرہ مند کردا ہے۔ تاں تے تسیں کبھی سنو۔ کیونکہ ایہہ خدا دی صفت دا سرود ہے" (جنم ساکھی بھائی منی سنگھ چھاپہ پتھر صفحہ ۴۲۹)

یعنی بابا صاحب نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سماع منع کیا ہے۔ جس میں لغو اور فحش غزلیں گائی جائیں۔ اس سے انسانوں کی زندگی برباد ہوتی ہے۔ اور جو گیت ہم گاتے ہیں وہ خدا کی حمد کے ہیں اس لئے ممنوع نہیں ہیں۔

بابا صاحب کا یہ جواب چشتیہ طریقہ کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ چشتیہ خاندان کے اکابرین کا یہی مسلک ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا میں آپ کا حسب ذیل ارشاد موجود ہے:۔

"پیغمبر نے تاں بدفعلیاں دا سرود بند کیتا ہے۔ کچھ رب دے یاد دا سرود تاں بند نہیں کیتا۔ تے بدفعلیاں دے ایس کر کے بند کیتے ہیں۔ کہ اینہاں لوکاں دی عمر ضائع نہ جائے۔ سو تسیں رب دی یاد والے سرود نوں بند کردے ہو۔ ایہہ تاں خدائے دی صفت دا سرود ہے" (جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۹۰ء چھاپہ پتھر صفحہ ۶۸۱ جنم ساکھی مطبوعہ ٹائپ صفحہ ۵۰۶)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لغو اور فحش غزلیں گانا منع فرمائی ہیں۔ خدا کی حمد کا پاکیزہ سماع ممنوع نہیں۔ کیونکہ لغو گیت زندگیوں کو برباد کرنے کا موجب ہیں۔

بھائی سنتو کھ سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ بابا صاحب نے ارشاد فرمایا:۔

جبہ سرود کی نندا اچاری
تنہ کی ربہ سنتو سکھکاری
سری کمہ تار کی صفت میں گاویں
بس جے پے من بہر کماویں
سنے راگ دس لیون کارن
ہوئے تس میں ہرنام اچارن
(نانک پرکاش اتر اردھ ادھیائے ۴۳)

یعنی جس سماع کو اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔ وہ تو وہ ہے جس میں فحش اور لغو غزلیں گائی جائیں۔ خدا کی حمد کے پاکیزہ گیت اسلام نے ناجائز قرار نہیں دئیے۔

گیانی گیان سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت بابا نانک صاحب نے سماع سے متعلق اپنا نظریہ مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا:۔

"اصل میں پیغمبر صاحب نے عشق حقیقی کے معرفت آمیز راگ سننے کی بالکل ممانعت نہیں کی" (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۵۰)

سادھو گوبند صاحب نرملے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ بابا صاحب نے سماع کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:۔

"پیغمبر نے بھی پرمیشر کے گنانوادسمبدھی گیت گاتے بجانے کی ممانعت نہیں کی ہوگی۔ لیکن رنڈیوں اور بھانڈوں کے گانے بجانے یا ناچنے کو ممنوع قرار دیا ہوگا۔ جس کے سننے کے لئے لوگ شرع اور دھرم شاستروں کو طاق میں رکھ دیتے ہیں۔ اور بے فکر ہو کر سنتے ہیں۔ خدا کی حمد کے گیت سننا یا گانا ناپاک فعل نہیں" (اتہاس گورو خالصہ ہندی)

پنڈت دیا رام صاحب عاکف نے لکھا ہے کہ سماع کے بارہ میں بابا صاحب کا مسلک یہ تھا کہ:۔

"علم موسیقی روح کی غذا ہے۔ جس راگ میں توحید معرفت اور عشق حقیقی کا بیان ہے۔ اس کا استماع جائز ہے۔ اور جو فسق و فجور اور کفر و ضلالت میں مبتلا کرے وہ ناجائز ہے" (سوانح عمری گورو نانک دیوجی مہاراج صفحہ ۳۴)

ان تمام حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ سماع کے بارہ میں بابا صاحب کا وہی مسلک تھا۔ جو چشتیہ طریقہ کے اکابرین کا تھا۔ پس محض اس بنا پر بابا صاحب کو اسلام سے الگ کرنا درست نہیں۔

عباد اللہ گیانی قادیان

جماعت کی موجودہ قربانیاں آئندہ قربانیوں کا راستہ کھولنے والی ہیں

ہر احمدی غور سے پڑھے

وعدوں کی آخری میعاد ۷ فروری ہے

فرمایا (۱) یاد رکھو! انسان کو ایک قربانی کے نتیجہ میں دوسری قربانی کی توفیق ملتی ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں۔ کہ جماعت کی موجودہ قربانیاں آئندہ قربانیوں کا راستہ کھولنے والی ہوں گی"

(۲) جس کے دل میں آئندہ قربانیوں کے لئے انقباض پیدا نہ ہو۔ اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی قربانی کو قبول کر لیا ہے۔ اور آئندہ قربانیوں کے لئے بھی اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے گا" کیا آپ دفتر اول کے بارھویں سال یا دفتر دوم کے سال دوم میں وعدے دے چکے ہیں۔ اگر نہیں تو انتظار آپ کو کس بات کا ہے۔ کیا آپ کو خدانخواستہ تحریک جدید کے جہاد میں شامل ہونے کے لئے انشراح صدر نہیں۔ اگر ایسا ہے۔ تو آپ حضور کا یہ ارشاد پڑھ کر اس پر عمل فرمائیں۔ تا اللہ تعالیٰ آپ کو انشراح صدر عطا فرمائے۔

(۳) "جس شخص کے دل میں آئندہ قربانیوں کے لئے انقباض پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو تھکا ہوا پاتا ہے۔ اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کی نیت کی خرابی کی وجہ سے۔ یا کسی گناہ کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اس کی قربانیوں کو قبول نہیں کیا۔ اور اس کی قربانیاں ضائع ہو گئی ہیں۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ اچھا بیج بویا جائے۔ اور وہ اچھا پھل نہ لائے"

(۴) "اگر کسی شخص کو ان قربانیوں کے نتیجہ میں مزید چندے دینے۔ اور خدا کی راہ میں مزید تکلیفیں برداشت کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ تو اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہے۔ جو اس کے قربانی کے بیج کو جس نے پھل دینا تھا بہا کر لے گیا ہے۔ ایسے آدمی کو اللہ تعالےٰ کے حضور بہت توبہ و استغفار کرنا چاہیئے۔ اور بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ تا اللہ تعالےٰ اسے معاف فرمائے۔ اور اسے مزید قربانیوں کی توفیق بخشے"

(۵) تحریک جدید کے جہاد میں شامل ہونے کے لئے اگر کوئی قبض ہے۔ تو حضور کے ارشاد بالا پر عمل فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ معاف فرمائے۔ اور شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ یاد رہے کہ وعدوں کی آخری میعاد ۷ فروری ۱۹۴۶ء ہے۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جاری فرمودہ مدرسہ احمدیہ اور احباب جماعت کا فرض

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے جملہ ارشادات جماعت کی بہبودی اور ترقی کے لئے اور اسکی مضبوطی کے لئے ہوتے ہیں۔ جن پر عمل کرنا جماعت کا فرض اولین ہے۔ اس وقت جماعت احمدیہ کے سامنے جو عظیم الشان پروگرام ہے۔ وہ اس بات کا شدت کے ساتھ متقاضی ہے۔ کہ ہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جملہ ارشادات کے لفظ لفظ پر عمل کریں۔ اور ان سب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی پوری سعی کریں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے جس قدر کوشاں ہیں۔ وہ حضور کے ارشادات و خطبات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ حضور کوشش فرما رہے ہیں۔ کہ جماعت کے تعلیمی معیار کو بلند کیا جائے۔ اس امر کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے حضور اپنی تقاریر اور خطبات میں تاکیداً ارشاد فرما چکے ہیں۔ کہ دوست اپنے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کیلئے قادیان بھیجیں۔ اور مرکزی درسگاہوں میں سے مدرسہ احمدیہ میں بالخصوص ان کو تعلیم دین کی خاطر داخل کریں۔ کیونکہ اس وقت احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے مجاہدین کی شدید ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کام کے لئے مدرسہ احمدیہ قائم فرمایا۔ جس کا مقصد وحید صرف یہ تھا۔ کہ جماعت میں ایسے علماء پیدا ہوں۔ جو لوگوں کو دین سکھائیں۔ اور اسلام کی اشاعت میں حصہ لیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ فرما رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس بارے میں جماعت میں کسی حد تک بیداری پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اس وقت تک اس کی طرف احباب جماعت کی توجہ بہت کم ہے۔ حالانکہ حضور یہاں تک فرما چکے ہیں۔ کہ

"کم سے کم ایمان کی علامت یہ ہونی چاہیئے کہ ہر خاندان (مدرسہ احمدیہ کے لئے) ایک لڑکا دے۔ اور جو یہ بھی نہیں کرتا۔ وہ گو شرم و حیا کی وجہ سے منہ سے تو نہیں کہتا۔ مگر عملی طور پر وہ یہی کہتا ہے۔ کہ اذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون۔ اے موسیٰ تو اور تیرا رب جاؤ اور دونوں جا کر دشمنانِ دین سے جنگ کرو۔ ہم تو اسی جگہ بیٹھے رہیں گے۔ گو وہ منہ سے یہ الفاظ نہ کہے۔ مگر اپنے عمل سے یہی کہتا ہے۔ اور اس کے دل میں یہی ہے۔ اور جس کے دل میں یہ بات ہو۔ وہ کبھی مومن نہیں ہو سکتا۔" (الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۴۵ء)

اس کے ساتھ حضور نے موجودہ حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔ "اس رفتار سے وہ عظیم الشان کام نہیں ہو سکتا۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اس کے لئے بہت زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہے۔ مگر مدرسہ احمدیہ میں دوست اپنے بچوں کو داخل کرانے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ہر خاندان یہی سمجھتا ہے۔ کہ دوسرے خاندانوں سے لڑکے آجائیں گے۔ اسے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ اور چونکہ ہر گھر یہی سمجھ لیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ سارے ہی گھر خالی رہ جاتے ہیں" (ایضاً)

اس نقص کو جلد سے جلد دور کرنے کے لئے جماعت کو پوری توجہ کرنی چاہیئے اور اس ارشاد اور اس کے شاندار عواقب کو مدنظر رکھتے ہوئے جلد اپنے بچے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے بھیجنے کا ابھی سے عزم کر لینا چاہیئے۔

مدرسہ احمدیہ میں بچوں کے داخلہ کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"علماء پیدا کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ کثرت کے ساتھ طالب علم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوں ...... ہمیں ہزاروں مبلغوں کی ضرورت ہے۔ اگر ایک سو طالب علم ہر سال مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ اور ان میں سے کوئی فیل نہ ہو۔ کوئی بیمار نہ ہو۔ کوئی تعلیم نہ چھوڑے۔ اور سارے کے سارے پاس ہو جائیں۔ تو پھر دس سال کے بعد ہمیں سو مبلغ ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔ اور بیس سال کے بعد ایک ہزار مبلغوں کے ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔ میرا تو دل یہ قیاس کر کے بھی کانپ جاتا ہے۔ کہ بیس سال کے بعد صرف ایک ہزار مبلغ تیار ہوں۔ کیونکہ بیس سال میں تو دنیا تہ و بالا ہو جانے والی ہے۔"

ایک اور موقعہ پر فرمایا:۔

"زیادہ نہیں تو کم سے کم ہر ضلع سے چار یا پانچ طالب علم ضرور آنے چاہئیں۔" یہ نہایت ہی معمولی مطالبہ ہے۔ جماعت کو نہ صرف اسے پورا کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہر ضلع سے بہت زیادہ بچے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے بھیجے جائیں۔ اور خدا تعالیٰ کی اس تقدیر سے بے حد ڈرنا چاہیئے۔ جس کا ذکر حضور نے ان الفاظ میں کیا۔

"خدا تعالیٰ تم سے تمہاری جانوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور وہ اس صورت میں کہ اپنی اولادیں دین کی خاطر وقف کرو۔ اگر تم دین کے لئے اپنی اولادیں دینے کے لئے تیار نہیں ہو گے۔ تو خدا تعالیٰ تمہاری اولادیں شیطان کو دے دیگا۔ یاد رکھو۔ دنیا میں کسی کی اولاد اس کے پاس نہیں رہتی اگر تمہاری اولاد خدا کی ہو کر نہیں رہے گی۔ تو وہ شیطان کی ہو جائے گی ......

اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ جماعت ہر سال ایک سو طالب علم مدرسہ احمدیہ کے لئے دے۔ اور جماعت کا فرض ہے کہ اس خیال کو زندہ رکھے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ جماعت میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ کہ روپیہ کے معاملہ میں بھی اگر تعہد نہ کیا جائے۔ تو ہماری جماعت کے لوگ سستی کر جاتے ہیں۔"

پس حضور انور کے ارشادات کی تعمیل میں جماعت کا فرض ہے۔ کہ اس سال کم از کم ایک سو طالب علم جو مڈل پاس ہوں۔ مدرسہ احمدیہ میں داخل کرا کر اپنے اخلاص کا ثبوت دے۔

ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے پیارے مسیحؑ کی قائم کردہ اور زندہ جماعت ہے۔ زندہ جماعت کا ہر فرد اپنے اندر حرکت کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم دین اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے لئے جس چیز کا بھی مطالبہ ہو۔ فوراً پیش کر دیں۔ اسی سلسلہ میں اب جبکہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کا ارشاد ہو چکا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے بچے تعلیم دینی کے حصول کی خاطر اس مدرسے میں داخل کریں۔ تا وہ علم دین حاصل کر کے دنیا کے رہنما بنیں۔ اور احمدیت کو دنیا بھر میں پھیلا دیں۔

کیا ہی مبارک ہیں وہ جو اپنے پیارے امام و مطاع ایدہ اللہ الودود کے ارشادات پر عمل کر کے دین و دنیا دونوں میں فلاح و بہبودی حاصل کریں۔

(سید سجاد احمد)

تعریف کے قابل ہیں یارب تیرے دیوانے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جب زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔ تو سب سے پہلے حضور نے اپنے تیرہ کے تیرہ صاحبزادے وقف کئے۔ اس کے بعد جماعت کے کئی دوستوں نے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ اور کئی نے اپنی اولادیں وقف کر دیں۔ مثلاً

(۱) ماسٹر محمد حسن صاحب آسان دہلی کے دس لڑکوں میں سے ۹ نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔ جن میں سے تین کو حضور نے منتخب فرمایا۔

(۲) ملک خدا بخش صاحب لاہور کے چار لڑکے ہیں۔ چاروں نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔ جن میں سے دو کو حضور نے منتخب فرمایا۔

(۳) ملک برکت علی صاحب گجرات کے چار لڑکے ہیں۔ چاروں نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔ جن میں سے دو کو حضور نے منتخب فرمایا۔

(۴) چودھری تصدق حسین صاحب مرحوم سکنہ چاوا ضلع سرگودھا کے دونوں لڑکوں نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اور دونوں کو حضور نے منتخب فرما لیا۔

(۵) منشی عبد الحق صاحب کاتب قادیان کے تین لڑکے ہیں۔ ان میں سے دو نے اپنی زندگی وقف کی۔ اور دونوں کو حضور نے منتخب فرما لیا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں۔ سلسلہ کو ان کی ضرورت ہے ایم۔ایس۔سی یا بی۔ایس۔سی نوجوانوں کی۔ گریجوایٹ اور مولوی فاضل نوجوانوں کی۔ ایف۔ایس۔سی۔ ایف۔اے اور میٹرک پاس نوجوانوں کی اور ان نوجوانوں کی جو اس سال مڈل پاس کر رہے ہیں۔ یا جو مڈل یا پرائمری تک تعلیم رکھتے ہیں۔ غرضیکہ ہر معیار کے نوجوانوں کی اس وقت ضرورت ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ نوجوان جو خود اپنی زندگی پیش کریں۔ اور مبارک ہیں وہ والدین جو اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف کریں۔

(انچارج تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شملہ میں غیر احمدیوں کیساتھ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ کے متعلق گفتگو

اور ہماری کھلی فتح

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مہدی علیہ السلام تشریف لائینگے۔ تو وہ اس قدر مال اور دولت لٹائیں گے۔ کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ علماء سُو جو فرمان نبوی شرٌّ من تحت ادیم السماء کے مصداق ہیں۔ اس حدیث کو حقیقت پر محمول کرکے آسمان کی راہ دیکھنے لگے۔ کہ کب ان کا مزعومہ مسیح اور مہدی نازل ہو۔ اور سونے چاندی کے سکوں سے ان کے گھروں کو بھر دے۔ ان کی ظاہر بین آنکھیں اور لذات دنیوی سے معمور دل یہ سوچ ہی نہ سکے کہ مراد اس سے دراصل علوم سماویہ ہیں۔ جن کو المسیح الموعود اللہ تعالےٰ سے وحی و الہام پاکر لوگوں پر ظاہر کرے گا۔ اور قرآنی معارف وحقائق اور آسمانی اسرار مکتومہ کے ایسے خزائن لوگوں کو بخشے گا کہ وہ انہیں قبول کرنے سے انکار کریں گے ورنہ اس ظاہری دولت سے انکار تو قرآن وحدیث کی رو سے محال ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو سونے کا پہاڑ بھی مل جائے۔ تو فوراً اس کے دل میں خواہش پیدا ہوگی۔ کہ کاش ایک اور مل جائے۔ اور نص قرآنی الھٰکم التکاثر اس پر صریح دال ہے۔

وہ مسیح اور مہدی جس کا شدت کے ساتھ انتظار کیا جا رہا تھا۔ آخر اپنے وقت پر ظاہر ہوا۔ اور روحانی دولت اس فراوانی کے ساتھ تقسیم کرنا شروع کی کہ خوش بختوں نے تو اپنے دامن ان انمول موتیوں سے بھر لئے۔ لیکن بدبختوں نے منہ پھیر لئے۔ اور اس دولت کے لینے سے انکار کر دیا۔ پھر مہدی علیہ السلام نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ ظاہری دولت کے خزانے بھی مخالفین پر پیش کئے۔ چنانچہ حضور نے متعدد کتابیں گرانقدر انعامات کے ساتھ شائع فرمائیں۔ لیکن کوئی مرد میدان اور سونے چاندی کا حریص ان کو بھی نہ لے سکا۔ آج بھی حضور کے خدام ہزاروں اور لاکھوں روپے مخالفین کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ لیکن لے کون؟ سید کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا۔ کہ اس دولت کو قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

اس کی ایک تازہ مثال یہ ہے۔ کہ یہاں شملہ میں چند غیر احمدیوں سے خاکسار کی گفتگو رہتی تھی۔ ان کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ مرزا صاحب کے متعلق قرآن کریم میں کہاں ذکر ہے۔ خاکسار نے اسمہ احمد کی پیشگوئی پیش کی۔ اور دلائل وبراہین سے نیز سیاق وسباق سے اس کا حضرت مسیح الموعود علیہ السلام پر صادق آنا ثابت کیا۔ لیکن وہ اس بات پر مصر رہے کہ یہ حضرت نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ خاکسار نے عرض کیا۔ کہ بے شک ہم سب مسلمانوں کو یہ مسلم ہے۔ کہ آنحضور صفاتی لحاظ سے احمد بھی تھے۔ لیکن وہ قوم جو اس آیت میں مخاطب ہے یعنی بنی اسرائیل کے لئے یہ حجت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ کا ذاتی نام احمد نہیں۔ بلکہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تھا۔ اس پر ہمارے ایک غیر احمدی دوست نے مناظرہ کا چیلنج دیدیا۔ جسے خاکسار نے قبول کرلیا۔ اور مندرجہ ذیل تحریر انہیں دی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

۸ جنوری ۱۹۴۶ء۔ مکرم بندہ جناب رحمت اللہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آزادی ضمیر کا حق اسلام نے ہر شخص کے لئے تسلیم کیا ہے۔ نظریوں میں اختلاف فی نفسہٖ کوئی بری بات نہیں۔ اگر نیک نیتی سے اپنے اپنے نظریے کے ثبوت میں تبادلہ خیالات کیا جائے۔ تو قرین مصلحت اور فائدہ رساں اور کسی نتیجہ پر پہنچنے کے قابل ہوتا ہے۔ افادہ واستفادہ کی غرض سے صحت نیت پر مبنی کلام کا طریق یہ ہوتا ہے۔ کہ نہایت تحمل سے دوسرے کی بات سنی جائے اور اپنی سنائی جائے۔ لیکن کل اور پرسوں کی بحث کے نتیجہ میں خاکسار اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ اور جیسا کہ آپ نے بھی بالضرور محسوس کیا ہوگا۔ کہ یہ طریق بحث جو خلط مبحث ہوکر تضیع اوقات اور اصل مقصد کے فوت ہوجانے کا موجب ہوتا ہے کسی لحاظ سے بھی درست نہیں۔ اور کوئی معقول انسان اس طریق کار کو مستحسن خیال نہیں کرسکتا۔ بنابریں میں نے مناسب سمجھا۔ کہ آپ کو بذریعہ تحریر اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کردوں۔ اور امید واثق اس بات کی رکھتا ہوں۔ کہ آپ بھی تحریراً جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

۱:۔ جیسا کہ آپ نے مناظرہ کے لئے وعدہ فرمایا تھا دوبارہ یاددہانی کراتے ہوئے آپ کو غیرت کا واسطہ دیتا ہوں۔ کہ للہ ضرور مناظرہ کرایا جائے۔ تا آپ کے جید علماء جن پر آپ کو اعتماد ہے۔ اور جو آپ کے عقائد مسلمہ سے بھی واقفیت رکھتے ہیں۔ اور ان عقائد کو بدلائل قاطع اور براہین ساطع بپایۂ ثبوت پہنچا سکتے ہیں۔ میدان عمل میں آکر دنیا پر واضح کر دیں۔ کہ درحقیقت آپ ہی حق پر ہیں۔ یا مدِّمقابل کے سامنے اپنے عجز سے ثابت کردیں کہ ناحق صداقت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تا متلاشیانِ حق اپنے مقصد کو پالیں۔ اور سعید روحیں چشمۂ صداقت سے سیراب ہوں۔

پھر میں بزور آپ سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ آپ ضرور بالضرور جلد مناظرہ کا انتظام فرمائیں۔ اور اگر آپ یا آپ کے علماء مناظرہ کے لئے بھی تیار نہ ہوں۔ اور حق کی مخالفت سے بھی باز نہ آئیں۔ تو پھر سوائے اس کے کہ آپ کی غیرت دینی اور حمیت قومی پر اناللہ پڑھ دیا جائے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور سمجھئے کہ آپ پر اتمام حجت ہوچکی۔

۲:۔ آپ نے اسمہٗ احمد کی پیشگوئی سے استدلال فرماتے ہوئے اس کو حضرت رسالت مآب سرور کائنات ہمارے نبی اکرم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چسپاں کیا ہے۔ میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر آپ قرآن۔ حدیث اقوال آئمہ ومجددین ومحدثین سلف اور بزرگان دین ماسبق نیز تاریخ ولغات سے آنحضور کا ذاتی نام احمد ثابت کر دیں (آپ یا آپ کے علماء) تو میں آپ کی یا آپ کے علماء کی فوقیت علمی کا قائل ہونے کے علاوہ پچاس۵۰ روپے انعام پیش کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

امید ہے کہ آپ جلد تحریری جواب سے ممنون فرمائیں گے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار عبدالمجید احمدی

سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شملہ۔

اس کے جواب میں شق ۱ یعنی مناظرہ کا تو کوئی ذکر ہی نہ کیا گیا۔ البتہ پچاس۵۰ روپے کے حصول کے لئے ان کی رگ اشتہا پھڑکی اور مندرجہ ذیل جواب موصول ہوا۔

شملہ۔ جناب عبدالمجید صاحب

السلام علیکم

آپ کے سوال کا جواب انشاءاللہ اتوار مؤرخہ ۱۳ جنوری ۱۹۴۶ء بوقت بارہ بجے دن کے اگر موسم نے اجازت دی، تو ملاّ کے حجرہ میں دیا جائے گا۔ آپ پچاس۵۰ روپے تیار رکھئے۔

الراقم رحمت اللہ

۱۳ جنوری بروز اتوار بمکان رحمت اللہ صاحب گفتگو ہوئی۔ ہماری طرف سے پانچ خدام اور ایک انصار نے شرکت کی۔ مکرم راجہ محمد مقبول الٰہی صاحب کو گفتگو کے لئے مقرر کیا گیا۔ اور خاکسار کو صدر۔ غیر احمدیوں کی طرف سے تقریباً بیس۲۵ پچیس کے قریب دوست تشریف لائے اور مکرم عبدالرؤف صاحب ایم اے کو گفتگو کے لئے۔ اور مکرم عبدالصمد صاحب کو صدر مقرر کیا گیا۔ ایک معزز سکھ دوست مکرم جناب سردار کرم سنگھ صاحب میونسپل آفس شملہ کے پاس پچاس۵۰ روپے جمع کر دیئے گئے۔ سب سے پہلے خاکسار نے اپنا چیلنج اور ان کا جواب پڑھ کر سنایا۔ اور بعض ضروری امور کی طرف ہر دو فریق کو توجہ دلائی۔ اور یہ خاص طور پر درخواست کی۔ کہ سوائے گفتگو کرنے والوں کے کوئی دوسرا شخص کلام نہ کرے۔ تا سنجیدگی سے کسی نتیجہ پر پہنچا جا سکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن مخالفین میں سے بعض احباب نے وہ طوفان برپا کیا۔ کہ ان کے صدر صاحب کو کہنا پڑا۔ کہ دیکھو ان کی طرف سے کسقدر [illegible] دکھایا جا رہا ہے۔ لیکن آپ میں اس بات کی ہمت کمی ہے۔ اس جگہ پر ہم اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ مکرم عبدالصمد صاحب صدر نے جس شرافت اور متانت کا ثبوت دیا۔ وہ قابل تعریف اور ہمارے شکریہ کا مستحق ہے۔

الغرض فریق مخالف کے نمائندہ نے مسلسل کلام فرماتے ہوئے اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ہمارے نمائندہ نے انہیں اس طرف توجہ دلائی۔ کہ اسوقت صرف یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ آنحضورؐ کا ذاتی نام احمدؐ تھا۔ جیسا کہ چیلنج کے الفاظ سے ظاہر ہے اور قرائن و شواہد سے اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنا اپنی ذات میں ایک مستقل بحث ہے۔ جس کا موجودہ بحث سے کوئی تعلق نہیں اور ان غیر متعلق باتوں میں پڑنا سوائے ضیاع وقت کے اور کچھ بھی نہیں۔ لیکن مخالف اصل چیز کو نہ ثابت کر سکتے تھے۔ نہ ثابت کر سکے کبھی کہتے کہ اس بات کا مقصد کچھ اور ہے۔ اس پر بحث ہونی چاہیئے۔ اور کبھی کہتے کہ سردار صاحب عربی نہیں سمجھ سکتے۔ وہ فیصلہ کس طرح کرینگے لیکن ہمارے نمائندہ نے جب ان کی ایک نہ چلنے دی۔ تو ان صدر صاحب نے خاکسار کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آپ نے نہایت ہوشیاری سے چیلنج دیا ہے۔ خاکسار نے عرض کی۔ تعجب ہے کہ آپ باوجود اس قدر عقلمند ہونے کے نہ سمجھے۔ اس پر سردار صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ عربی نہیں سمجھتا۔ اور آپ اردو بھی نہ سمجھ سکے۔ الغرض ڈیڑھ گھنٹہ کی بحث کے بعد مخالف پارٹی نے باہمی مشورہ سے یہ فیصلہ دیا۔ کہ روپے واپس کر دیئے جائیں۔ یہ چیلنج ہی غلط ہے۔ ہم اسے ثابت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے باوجود کم علم ہونے کے فتح بخشی۔ سردار صاحب موصوف نیز بعض دوسرے سعید الفطرت غیر احمدی احباب نے جو ہمیں بعد میں ملے۔ ہماری فتح اور صداقت کا اعتراف کیا۔ اور سنجیدہ لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور سونے اور چاندی کے متمنیوں پر واضح ہو گیا۔ کہ وہ مہدی علیہ السلام کے خزانوں کو قبول کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ اور کہ حقیقی دولت سونے اور چاندی کے سکوں میں نہیں۔ بلکہ ؎

ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِّ ہما یہی ہے

(خاکسار عبدالمجید سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شملہ)

ایک ضروری اور قیمتی لیکچر

بروز سوموار مورخہ ۲۱ جنوری بوقت تین بجے بعد ظہر مکرم جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب جامعہ احمدیہ (محلہ دارالانوار) میں ایک قیمتی اور مفید عام تقریر فرمائیں گے۔ انشاء اللہ۔ تقریر کا عنوان "طریقہ ہائے تعلیم" ہو گا۔ اساتذہ طلباء اور تمام علم دوست احباب کو تشریف لا کر استفادہ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔

(خاکسار پرنسپل جامعہ احمدیہ)

ضرورت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں چند کارکنان کی فوری ضرورت ہے۔ امیدوار محنتی۔ خوشخط اور مستقل مزاج ہونا چاہیئے۔ خدمت دین کے شائق احباب اس طرف توجہ کریں۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی۔

(عباس احمد معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

قرص بواسیر

بواسیر کے لئے مجرب ہے۔ دائمی قبض کو دور کرتی ہے۔

قیمت فی شیشی - ۱/- ۸ روپیہ

بیت العلاج قادیان

مکرم جناب مولوی غلام حسین صاحب احمدی مجاہد کی خیر و عافیت کی اطلاع

مکرم مولوی غلام حسین صاحب ایاز مبلغ سنگاپور کے متعلق الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ کہ آپ سخت بیمار ہو گئے تھے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی بیماری میں افاقہ ہونے کی اطلاع بھی چھپ چکی ہے۔ اب انہوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جو عریضہ ارسال کیا ہے۔ اس سے بیماری اور شفا یابی کے متعلق کسی قدر مفصل حالات معلوم ہوئے ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

۹ دسمبر سے لے کر ۲۸ دسمبر تک مجھے بازو کے درد کی شدید تکلیف رہی۔ ۲۵ دسمبر کو حضور کی خدمت میں بذریعہ تار دعا کے لئے عرض کیا۔ اور ۲۹ دسمبر سے خدا کا فضل ہونا شروع ہوا۔ اور درد آہستہ آہستہ کم ہونے لگی۔ آج ۵ جنوری تک قریباً اسی فیصدی دور ہو چکی ہے۔ حضور دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ امراض سے شفا بخشے۔ اور صحت کاملہ عطا فرما کر خدمت دین کا موقعہ عطا کرے۔ احباب کرام بھی اپنے اس مجاہد بھائی کی کامل صحت یابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ یہ جماعت احمدیہ کے وہ مجاہد ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے جنگ کے خوفناک حالات اور خدشات میں بھی تبلیغ احمدیت کی توفیق بخشی۔ اپنی خاص حفاظت میں رکھا۔ اور شاندار کامیابی عطا کی۔

چندہ نشر و اشاعت یاد رکھیں!

تبلیغی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ تبلیغی لٹریچر بہت بڑی تعداد میں شائع کر کے ہندوستان کے کونے کونے تک پہنچایا جائے۔ تاکہ ہر فرد تک پیغام احمدیت پہنچ جائے۔ ہم یہ خدمت سرانجام دینے کو ہر آن تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ بھی ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ہر ماہ چندہ نشر و اشاعت کچھ نہ کچھ ضرور بھیجیں۔ اگر احباب جماعت نے توجہ فرمائی۔ تو آپ تبلیغی نتائج نہایت خوشکن پائیں گے۔ جس میں یقیناً آپ بھی ثواب کے حصہ دار ہوں گے۔

(نظارت دعوۃ و تبلیغ)

آپ کے برتن آپ کے نہیں

اگر ان پر نام نہیں کھدا ہوا۔ پیتل۔ لوہا۔ ایلومینیم کے برتن۔ اوزاروں۔ پرزوں پر آپ اپنے اسم الخط کے مطابق نہایت خوبصورت۔ پائدار عبارت کھدوا سکتے ہیں۔ نسخہ معہ ترکیب ایک روپیہ کا منی آرڈر بھیجا جا سکتا ہے غلط ثابت ہونے پر دس روپیہ ہرجانہ فیکٹری بغیر حیل و حجت ادا کرے گی۔

دیانت فیکٹری قادیان ضلع گورداسپور

احمدی بھائیوں کے لئے لاجواب تحفہ ہومیوپیتھک

جرمنی بارہ اکسیروں کا بکس جن سے معمولی لیاقت کا آدمی سر سے لیکر پاؤں تک کی تمام امراض کا علاج بآسانی کر سکتا ہے۔ قیمت بارہ روپے معہ گائیڈ۔ علاوہ محصول ڈاک۔ نیز ہومیوپیتھک و بایوکیمک کتب و ادویات بارعایت مل سکتی ہیں۔ فہرست مفت۔

پاپولر ہومیوپیتھک فارمیسی ۲۵ ریلوے روڈ۔ لاہور

پروپرائٹر۔ ڈاکٹر۔ ایف۔ ایم۔ افضل۔ ٹیلیفون نمبر ۴۹۴۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست دعا:- جناب قاسم علی خانصاحب رامپوری دل کی تکلیف کے باعث سخت بیمار ہیں براہ مہربانی ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔
(محمد عبد القادر لیکچرار کالج قادیان۔)

اٹھرا کی گولیاں

جن عورتوں کو اسقاط کا مرض ہو۔ یا ان کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں یا پیدا ہو کر پرچھاواں۔ سوکھا۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ پسلی کا درد۔ پیچش۔ نمونیہ۔ بدن پر پھوڑے پھنسیاں یا خون کے دھبے وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہوں وہ حضرت خلیفۃ المسیح اول شاہی طبیب مہاراجگان جموں و کشمیر کا تجویز فرمودہ نسخہ "اٹھرا کی گولیاں" ہم سے منگوا کر استعمال کریں۔ جو مندرجہ بالا امراض کے لئے اکسیر ثابت ہو چکی ہیں۔ قیمت مکمل خوراک گیارہ تولہ گیارہ روپے فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ محصول ڈاک علاوہ

محمد عبد اللہ جان عطاء الرحمن

دواخانہ محافظ صحت قادیان

مایوس بیماروں کیلئے خوشخبری

اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لکل داءٍ دواءٌ یعنی ہر مرض کی دوا ہے۔ چنانچہ انسان کو خواہ کیسی تکلیف یا بیماری ہو۔ اسکو لاعلاج سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس بیماری کا صحیح اور درست علاج تلاش کرنا چاہیئے۔ ہمارے ہاں سے مندرجہ ذیل ادویہ مل سکتی ہیں اگر کوئی حاجتمند ہو تو منگوا کر ضرور فائدہ اٹھائے۔

دوا	قیمت	دوا	قیمت
دوائے پتھری	5/10/-	دوائے سنگرہنی	2/13/-
دوائے اسقاط	5/12/-	دوائے قبض	1/5/-
دوائے دمہ	3/9/-	دوائے کھانسی	1/15/-
دوائے طحال	1/4/-	دوائے لیکوریا	2/4/-
دوائے سل	4/13/-	دوائے خرابی معدہ	2/1/-
دوائے ام الصبیان	5/9/-	دوائے مقوی خاص	2/12/-
دوائے کثرت حیض	2/7/-	دوائے ضعف بصری	2/12/-
دوائے داد	1/8/-	دوائے بواسیر خونی	1/2/-
دوائے درد جگر	2/14/-	دوائے گگرہ	-/15/-
دوائے پائیوریا	2/6/-	دوائے مصفی خون	2/9/-
دوائے تپ دق	5/5/-	دوائے بندش حیض	2/5/-
دوائے مالیخولیا	4/15/-	دوائے سرعت	2/3/-
دوائے محافظ جوانی	2/10	دوائے ذیابیطس	3/8/-

نوٹ:- پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوا ارسال ہوگا۔
ملنے کا پتہ:- مخدوم اینڈ کمپنی بھیرہ (پنجاب)

حب مروارید عنبری

یہ گولیاں اعضائے رئیسہ کو طاقت دینے اور خاص کمزوریوں کو دور کرنیکا ایک اعلیٰ مجرب نسخہ ہے مردوں کی مخصوص بیماریوں کا اصلی سبب بھی اعضائے رئیسہ کی کمزوری کا ہوتا ہے۔ تجربہ کرنے پر یہ گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ قیمت یکصد گولیاں دو روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

ضرورت رشتہ

دو احمدی لڑکیاں۔ تعلیم یافتہ۔ امور خانہ داری سے واقف۔ مذہبی تعلیم نہایت اعلیٰ ہے۔ بہار و اڑیسہ و بنگال۔ یو۔ پی کے احمدی نوجوان رشتہ کے خواہشمند حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

احمد رضا خان معرفت ڈاکٹر فیاض الدین خان
چہار چک تاتار پور روڈ بھاگلپور سٹی (بہار)

ضرورت رنگریز

ہمیں اپنے قالینوں کے کاروبار کے لئے ایک ایسے نوجوان کی ضرورت ہے جو رنگریزی کا کام جانتا ہو۔ یا ایسے کام سے دلچسپی رکھتا ہو۔ تاکہ اسکو ایسا کام سکھوایا جاسکے۔ تعلیم کم از کم میٹرک تک ہونی چاہیئے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ درخواست پر مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق ہونی چاہیئے۔

شاہ نواز کمپنی پوسٹ بکس ۱۴۷ نئی دہلی

پاگل پن کی دوا

وہ لوگ جو کہ پاگل ہو گئے ہوں اور دماغ بالکل خراب ہو گیا ہو۔ یہاں تک کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں۔ ہر چیز پھینکتے ہوں۔ انکا علاج کیا ہوتا ہے کہ وہ پاگل خانہ میں بند کر دیئے جاتے ہیں اور صدہا علاج کرنے سے بھی برسوں اچھے نہیں ہوتے۔ انکے والدین پاگل ہونے سے رنجیدہ ہوتے ہیں۔ میں بہت زور کے ساتھ آپکو مطلع کرتا ہوں کہ آپ یہ دوا منگوا کر استعمال کرا دیں۔ قطعی ۱۵ روز میں کامل صحت ہو جاویگی قیمت دس روپیہ۔ نوٹ:- میں خدا کو حاضر ناظر جان کر لکھتا ہوں کہ یہ دوا حکمیہ فائدہ کرتی ہے فہرست مفت منگائیے۔

مولوی حکیم ثابت علی (دیپنجر۔ بان) محمود نگر ۵ لکھنؤ۔ یوپی

بدر کیمیکل انڈسٹریز لمیٹڈ قادیان

چونکہ بدر کیمیکل انڈسٹریز لمیٹڈ کے تمام قابل فروخت حصص ختم ہو چکے ہیں اس لئے اب کوئی دوست حصص کی خریداری کے لئے روپیہ بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں۔

نیز ڈاکٹر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے اپنے ایڈریس سے مطلع فرماویں۔ تاکہ ان کی خدمت میں فہرست تیار کردہ ادویات بھیجی جا سکے۔

محمد احمد خان
مینجنگ ڈائریکٹر

احمدیت یعنی حقیقی اسلام ایک عظیم الشان نعمت ہے

دنیا میں ایسی کوئی جماعت نہیں۔ سوائے جماعت احمدیہ جس کا یہ دعوےٰ ہو۔ کہ مرنے کے بعد اس کے متبعین بفضل خدا یقیناً جنت کے وارث ہوں گے۔

ثبوت از قرآن شریف:- خدا تعالیٰ سورہ توبہ آیت ۱۱۱ میں فرماتا ہے۔ ان اللّٰہ اشترٰی من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ؕ یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا جان و مال خرید لیا ہے۔ اسکے بدلے میں ان کے لئے جنت ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں جو ربانی مصلح مبعوث فرمایا ہے۔ اس کو الہاماً یہ بتلایا ہے۔ کہ اس جماعت کے وہ لوگ خواہ مرد ہوں یا عورت اپنی جائداد اور آمدنی کا کم از کم ۱/۱۰ اور زیادہ سے زیادہ ۱/۳ حصہ وصیت کر کے اسلامی خدمات کیلئے دینگے اور اپنے اعلیٰ نمونہ اور جان و مال سے اسلامی خدمات بجا لائیں گے۔ ان کیلئے یقیناً جنت ہے۔

ثبوت از حدیث شریف:- سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی۔ سب کی سب جہنم میں جائیگی۔ سوائے ایک کے اور جنتی فرقہ کی علامت یہ بتلائی۔ کہ ما انا علیہ واصحابی یعنی وہ میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر ہوگا۔ اس طریق محمدی کی علامت سورہ یوسف کے آخری رکوع میں بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ اور آپکے اصحاب کا اصل کام تبلیغ اسلام ہے۔ اس معیار کے مطابق اس زمانہ میں تمام جہان میں اپنی جان و مال سے تبلیغ اسلام کرنیوالی جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے۔ پس خدا اور اسکے رسول کے احکام کے مطابق صاف صاف ثابت ہے کہ جنتی فرقہ صرف جماعت احمدیہ ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم جو جنتی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اور بدبخت ہیں وہ لوگ جو صاف صاف بتلا دینے پر بھی اسکے خلاف جہنمی راہ اختیار کرتے ہیں۔ مرنے کے بعد مذکورہ دو راہوں کے سوائے تیسری کوئی راہ نہیں۔ اس ربانی سلسلہ کی صداقت کے متعلق اردو۔ انگریزی۔ گجراتی وغیرہ زبانوں میں لٹریچر حق کے طالبوں کو صرف ایک کارڈ آنے پر مفت ارسال کیا جاتا ہے۔

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

عرق نور۔ رجسٹرڈ

عرق نور رجسٹرڈ۔ ضعف جگر۔ بڑھی ہوئی تلی۔ پرانا بخار۔ پرانی کھانسی۔ دائمی قبض۔ درد کمر۔ جسم پر خارش۔ دل کی دھڑکن۔ یرقان۔ کثرت پیشاب۔ اور جوڑوں کے درد کو دور کرتا ہے۔ معدہ کی بے قاعدگی کو دور کر کے سچی بھوک کو پیدا کرتا ہے۔ اپنی مقدار کے برابر صالح خون پیدا کرتا ہے۔ کمزوری اعصاب کو دور کر کے قوت بخشتا ہے۔

عرق نور عورتوں کی جملہ ایام ماہواری کی بے قاعدگی کو دور کر کے قابل اولاد بناتا ہے۔ بانجھ پن اور اٹھرا کی لاجواب دوا ہے۔

نوٹ:- عرق نور کا استعمال صرف بیماروں کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ تندرستوں کو آئندہ بہت سی بیماریوں سے بچاتا ہے۔

قیمت فی شیشی یا پیکٹ (برائے بیرون جات) دو روپیہ صرف علاوہ محصولڈاک۔

المشتہر
ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز ہیڈ عرق نور بلڈنگ قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۰ جنوری۔ اتحادی اقوام کی جنرل اسمبلی کے ایرانی وفد نے ایران اور روس کے قضیہ کو سیکیورٹی کونسل میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کل ایک درخواست جس میں روس کی ایران میں بے جا مداخلت کا ذکر تھا۔ ایگزیکٹو سیکرٹری کے سامنے پیش کر دی گئی۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ کل شام اور لبنان کے ڈیلیگیشن نے اپنا معاملہ جنرل اسمبلی میں پیش کیا۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ شام اور لبنان سے غیر ملکی فوجیں بہت جلد ہٹائی جائیں۔

یروشلم ۲۰ جنوری۔ کل رات یروشلم میں زور کے دھماکے ہوئے۔ برطانوی پولیس نے تمام اہم مقامات پر سپاہ کی تعیناتی کر دی ہے۔

بمبئی ۲۰ جنوری۔ برطانوی پارلیمانی وفد کے ممبران تین گروہوں میں منقسم ہو کر آج مختلف اطراف کو روانہ ہو گئے۔ ایک گروہ ہوائی جہاز کے ذریعہ کوچین جائیگا۔ اور باقی دو علیحدہ علیحدہ حیدرآباد اور میسور کا دورہ کریں گے۔ امید ہے کہ بدھ کو سب ممبران مدراس جمع ہوں گے۔ اور جمعہ کو کلکتہ پہنچ جائیں گے۔

رنگون ۲۰ جنوری۔ جنوب مشرقی کمان کے اعلیٰ اتحادی کمانڈر لارڈ مونٹ بیٹن آج کل بنکاک کا دورہ کر رہے ہیں۔ آپ آسام کے بادشاہ کی دعوت پر یہاں آئے ہیں۔

پٹنہ ۲۰ جنوری۔ بہار اسمبلی کے لئے مسٹر رفیع احمد قدوائی اور پٹنہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر بلا مقابلہ کامیاب ہو گئے ہیں۔

دہلی ۲۰ جنوری۔ کانگرس پارلیمنٹری بورڈ نے صوبجات متحدہ کے کانگرسی امیدواروں کے ناموں کا اعلان کر دیا ہے۔ جو اسمبلی کی ۱۴۶ نشستوں کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔

کلکتہ ۲۰ جنوری۔ گاندھی جی مدراس روانہ ہو گئے ہیں۔

نئی دہلی ۲۰ جنوری۔ حکومت ہند نے بڑے نوٹوں کے آرڈیننس کے سلسلہ میں ایک اور اعلان کیا ہے۔ جس کے ذریعہ ریزرو بنک آف انڈیا شیڈول بنکوں اور سرکاری خزانوں کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ بڑے نوٹوں کے چھوٹے نوٹوں میں تبادلہ کی میعاد ۲۶ جنوری ۱۹۴۶ء تک بڑھا دیں۔

لاہور ۲۰ جنوری۔ پنجاب گورنمنٹ کی ایک اطلاع ہے۔ کہ بعض لوگ جو بڑے نوٹوں کے مالکوں سے کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ ڈسکاؤنٹ لیکر نوٹ ان کے پاس فروخت کر دیں۔ گورنمنٹ ان کو متنبہ کرتی ہے۔ کہ اس قسم کے سودوں سے جہاں نوٹوں کے مالکوں کو غیر ضروری نقصان پہنچیگا۔ وہاں جرم بھی ہے۔ اور اس کے لئے پانچ سال قید جرمانہ یا دونوں سزائیں ایک ساتھ ہو سکتی ہیں۔

یروشلم ۱۸ جنوری۔ فلسطین کے ڈسٹرکٹ کورٹ نے جمعرات کو فیصلہ دیا ہے۔ کہ ترکی کے سلطان عبدالحمید دوم کے وارث اس جائیداد کے حقدار نہیں رہے۔ جو فلسطین اور وسط مشرق کے دیگر ممالک میں سابق سلطان کی ذاتی ملکیت تھی۔ ہم نے رولنگ دیا ہے۔ کہ غازہ کے نزدیک اٹھارہ سو ایکڑ زمین جو سلطان کے نام سے رجسٹرڈ کی گئی تھی۔ فلسطین گورنمنٹ کی ملکیت ہے۔ اس زمین کی ملکیت کے لئے سابق سلطان کی پوتی امینہ نے دعویٰ دائر کر رکھا تھا۔ اب اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرے گی۔

یروشلم ۱۸ جنوری۔ ایک ہزار یہودی جو یورپ کے مختلف ممالک سے آئے ہیں۔ فلسطین کے ساحل پر حیفہ کے نزدیک جہاز سے اترے یہ بلا اجازت آنے والے یہودی فلسطین کی مختلف بستیوں کی جانب روانہ ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۱۷ جنوری۔ سویز کینائل کمپنی نے برطانیہ سے درخواست کی ہے۔ کہ ۱۹۴۰ء میں جو پل اس نہر پر الکانترہ نامی مقام پر بنایا گیا تھا۔ اسے ہٹا دیا جائے۔ یہ پل مصری اور فلسطین ریلوے کو ایک دوسری سے ملاتا ہے۔ اس پل کو جہازوں کے لئے خطرناک بتایا گیا ہے لیکن ابھی تک اس پل کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ مصری حکومت نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ سویز کینال کے نیچے ایک نئی سرنگ بنائی جائے۔ تاکہ اس کے نیچے سے ریل گاڑیاں گزر سکیں۔

قاہرہ ۱۸ جنوری۔ سعودی عرب کی تیل کی پائپ لائن جو اب تک حیفہ تک جاتی تھی۔ اسے اب اسکندریہ تک پہنچایا جائے گا۔ اس سے مقصد یہ ہے۔ کہ مصر اور سعودی عرب کے درمیان اقتصادی تعلقات کو وسعت دی جائے۔

لاہور ۱۸ جنوری۔ فارمن کرسچین کالج کے چھ سو طلباء نے کالج کے محکمہ خوراک کی طرف سے طلباء کو خراب کھانا مہیا کرنے کے خلاف بطور پروٹسٹ بھوک ہڑتال کر دی۔

لنڈن ۱۸ جنوری۔ سات جرمن جنگی مجرموں کو کل ۶۵ ہزار روسیوں کے سامنے پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ ان کے خلاف نکولائف میں مقدمہ چل رہا تھا۔ اور الزام یہ عائد تھا۔ کہ جب جرمنوں نے سواد بحر اسود کے ایک شہر پر قبضہ کیا۔ تو ان مجرموں نے ایک لاکھ پانچ ہزار روسیوں کو قتل کر دیا۔

پراگ ۱۸ جنوری۔ چیکوسلواکیہ کی ڈسٹرکٹ کورٹ نے کل فیصلہ صادر کیا۔ کہ جرمن قبضہ کے ایام میں نسلی اور سیاسی وجوہ کی بناء پر جو طلاقیں ہوئی تھیں۔ وہ ناجائز ہیں۔

کراچی ۱۸ جنوری۔ سلطنت برطانیہ کے طول و عرض میں طویل مسافت کا سفر ہوائی جہازوں میں طے کرنے والے حضرات دس ہزار فٹ کی بلندی پر چار قسم کا کھانا تناول کرنے کا موقع حاصل کر سکیں گے۔ برٹش اوورسیز ایرویز کے طیاروں میں اس غرض کے لئے خاص قسم کے باورچی خانے مہیا کئے جا رہے ہیں۔ ماہر فن باورچیوں کے تجربے اب آخری مرحلہ میں ہیں۔

سنگاپور ۱۹ جنوری۔ فوج بردار جہاز "ہائی لینڈ بریگیڈ" کل ساحل سنگاپور سے ۳۰ میل دور ایک سرنگ سے متصادم ہو گیا۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ وہ خطرے میں ہے۔ بندرگاہ سے امدادی کشتیاں بھیج دی گئی ہیں۔ اس پر دو ہزار ہندوستانی فوج سوار ہے۔

دہلی ۱۹ جنوری۔ آج مرکزی اسمبلی کی لیگ پارٹی کے اجلاس میں مسٹر محمد علی جناح کو پارٹی کا لیڈر منتخب کیا گیا۔

لاہور ۱۹ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ مسٹر محمد علی جناح نے صوبہ مسلم لیگ کو مرکزی لیگ الیکشن فنڈ سے انتخابی مہم کو کامیابی سے چلانے کے لئے تین لاکھ روپے کی رقم بطور امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔

نیویارک ۱۹ جنوری۔ مشہور رسالہ "نیوز ویک" لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ جنرل اسٹالن کے ریٹائر ہونے کی افواہ کی تردید ہو چکی ہے۔ تاہم ابھی تک یقین کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ریٹائر ہو کر کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری کے فرائض سر انجام دیں گے۔ اور آپ کی جگہ ایم مولوٹوف وزیر اعظم بنائے جائینگے کہا جاتا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں مولوٹوف کی جگہ ایم شانسکی وزیر خارجہ کا عہدہ سنبھال لینگے۔

قاہرہ ۱۹ جنوری۔ سلطان ابن سعود کی تشریف آوری سے صرف ۲ گھنٹے پہلے قاہرہ ریلوے سٹیشن کے قریب بم پائے گئے۔ یہ بم مقررہ وقت پر پھٹنے والے تھے۔ اگر یہ پھٹ جاتے۔ تو تمام سٹیشن کے رقبے کو اڑا سکتے تھے۔ اس خبر کو اس لئے خفیہ رکھا گیا۔ تاکہ شاہ ابن سعود کی آمد پر کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہو اور نہ ہی کسی قسم کے مظاہرے ہوں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاہ ابن سعود کو قتل کرنے کی یہ کوئی گہری سازش تھی۔ جو ناکام ہو گئی۔

لاہور ۱۹ جنوری۔ آج ہفتہ واری پریس کانفرنس میں مسٹر ولیس سیکرٹری سول سپلائی اور ٹرانسپورٹ پنجاب گورنمنٹ نے اس بات کا انکشاف کیا۔ کہ پنجاب میں چنے کی فصل کم ہوئی تھی۔ جس کے باعث اب پنجاب میں چنے کا قحط پڑ گیا ہے۔

کراچی ۱۹ جنوری۔ سندھ اسمبلی کے انتخابات کے سلسلے میں مسلم لیگ کے امیدوار مسٹر شاہ امیر خاں مسٹر جی۔ ایم سید کے حق میں دستبردار ہو گئے ہیں۔ اس طرح مسٹر جی۔ ایم سید سندھ اسمبلی کے بلا مقابلہ ممبر منتخب ہو گئے۔

نئی دہلی ۲۰ جنوری۔ کل ہندوستان کی لیجسلیچر کا پہلا اجلاس منعقد ہوگا۔ آج مسلم لیگ اور کانگرس کے ممبران لیجسلیٹو اسمبلی کے الگ الگ اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں بجٹ وغیرہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ حکومت برطانیہ کی خواہش ہے۔ کہ حکومت ہالینڈ اور انڈونیشنوں میں پرامن سمجھوتہ ہو جائے۔ اس مقصد کے پیش نظر برطانیہ نے روسی سفیر کو اپنی طرف سے انڈونیشیا بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ اگلے ہفتہ وہ بٹاویہ روانہ ہو جائینگے۔ آج ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ چاہتی ہے۔ کہ ڈچ ایسٹ انڈیز کی مشکلات دور ہوں وگرنہ وہ کام جس کی برطانیہ نے ذمہ واری لی ہے۔ پورا نہ ہو سکے گا۔

چنکنگ ۲۰ جنوری۔ شمالی چین کے سات آٹھ صوبوں میں ابھی تک کہیں کہیں لڑائی ہو رہی ہے۔ جو ہوائی جہاز جنگ کو بند کرنے کے احکام پہنچانے کے لئے اس علاقہ پر پرواز کر رہے ہیں۔ آج انہوں نے اشتہارات پھینکے۔ عنقریب حکومت چین یہ اعلان کر دے گی۔ کہ جو شخص جنگ جاری رکھنے کا مرتکب ہوا۔ اس کے اس فعل کو خلاف قانون اور مستوجب سزا سمجھا جائیگا۔

دہلی ۲۰ جنوری۔ جاپان پر قبضہ کرنے والی برطانوی فوج کے کمانڈر انچیف کل دہلی پہنچ گئے۔